ماہنامہ

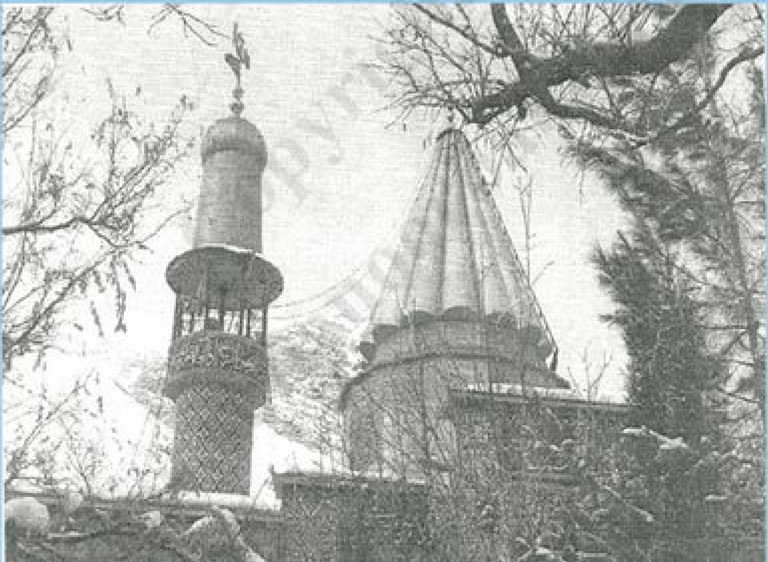
نوائے صوفیہ انٹرنیشنل

اسلام آباد

شمارہ نمبر 110

قیمت -/35 روپے

مارچ 2012ء



روضہ مبارک حضرت میر سید محمد نوربخشؒ سولغان، ایران

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احیائے تصوف کا علمبردار اور اتحاد بین المسلمین کا نقیب

ماھنامہ

انٹرنیشنل

نوائے صوفیہ

اسلام آباد

شمارہ : 110 اپریل/مئی 2012ء ہدیہ 35 روپے

مدیر

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

کمپوزکاری اور ڈیزائن کاری

تصوف نیشنل لائبریری علی پور اسلام آباد

اہتمام

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن پاکستان

پتہ

358-A، سیکٹر G-6/1-1، اسلام آباد، پاکستان

ای میل ایڈریس

مضامین، خبریں وخطوط بذریعہ emial بھی بھیج سکتے ہیں

nawaesufia_intl@yahoo.com

اکاؤنٹ نمبر

چیک ڈرافٹ بنام ماہنامہ نوائے صوفیہ اکاؤنٹ نمبر 8-1773-010،

UBL سیکریٹریٹ برانچ، اسلام آباد

فہرستِ مضامین

نام مضمون	صفحہ نمبر
تفکر و تذکر	
نشر و اشاعت کی ضرورت .... اداریہ	3
قرآنیات	
شہنشاہوں کے شہنشاہ کے دربار میں .... صابر حسین شہابی	5
سنتِ نبویؐ	
متابعتِ سنت .... ابراہیم آل آقی	7
تصوف	
صوفیائے کرام علامہ اقبال کی نظر میں .... فقیر محمد یوسف ظفر	9
نوربخشیات	
میر سید محمد نوربخش کا خطِ ارشاد .... پروفیسر ذاکر حسین ذاکر	12
احوالِ صوفیا	
حضرت امام احمد غزالیؒ .... غلام حسن نوربخش	16
حضرت شیخ معروف کرخیؒ .... مولانا شکور علی انور	19
تعارف و تبصرہ کتب	
کتاب نوربخشیہ .... غلام حسن نوربخش	23
احادیث نبویؐ	
ایفائے عہد اور احادیث نبویؐ .... غلام حسین	27
عبادات	
فضائل و مسائل طہارت .... مولانا شکور علی انور	28
دنیائے حکمت	
دنوں کی تاثیر .... م ش کوروی	29
نکاتِ دانش	
شاعر علی احمد قمر سے انٹرویو .... غلام حسن نوربخش	31
شخصیات	
حاجی محمد علی سرکی .... احسان علی دانش	33
اسلامیات	
اسلامی معاشرے میں عورت کا مقام .... زہرا بانو تھلوی	34
اخبارِ تصوف	
دنیائے تصوف کی خبریں .... غلام محمد شاہین	36
نامۂ سالک	
قارئین کے خطوط .... غلام محمد شاہین	40

تفکر و تذکر

نشر و اشاعت کی اہمیت

اداریہ

قرآن مجید، فرقان حمید اللہ تعالیٰ جل شانہ' نے اپنے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ O خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ O اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ O الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ O عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ O

ترجمہ: 'پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے تجھے پیدا کیا۔ جس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا۔ پڑھ اور تیرا رب بڑی عزت والا ہے، جس نے انسان کو قلم سے علم سکھایا اور انسان کو وہ علم سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔'

ہر مسلمان اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں کہ مندرجہ بالا آیات اس اولیں وحی کی ہیں جو اللہ تعالیٰ تبارک و تعالیٰ نے معلمِ انسانیت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نازل فرمائی۔ ان آیاتِ مبارکہ میں جہاں علم کی اہمیت کو الم نشرح کیا گیا ہے وہاں اشاعتِ علم کی ضرورت کو بھی واشگاف انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

بعثتِ نبویؐ سے لے کر آج تک دین اسلام کی تعلیمات پر لاکھوں کتابیں تصنیف اور تالیف ہوئی ہوں گی اور یہ بات کس قدر حیران کن ہے کہ اس تمام ذخیرۂ علم کا ماخذ وہی ایک کتاب ہے جو 'ام الکتاب' ہے۔ دین اسلام کے روحانی پہلو کی تشریح اور اس کی مجموعی علمی زرخیزی کو بڑھانے میں صوفیۂ کرام کی تصنیفی مساعی کا نہایت اہم کردار ہے۔ مشائخ نوربخشیہ یعنی مشائخ سلسلۃ الذہب کی جو دو بڑی خصوصیات انہیں دیگر سلاسلِ تصوف سے خصوصی طور پر ممتاز بناتی ہیں وہ ان کی اعتکاف نشینی (اربعین نشینی کے نام سے بھی موسوم کیا گیا ہے) اور تصنیفی مساعی ہیں۔ ہمارے بزرگوں نے جہاں سیکڑوں مرتبہ اعتکاف نشینی کی سعادت حاصل کی ہے وہاں سیکڑوں ہی کی تعداد میں کتب و رسائل بھی تصنیف کیے ہیں۔ یہ امر نہایت تعجب کا باعث ہے کہ سلسلۂ نوربخشیہ کی اس عظیم الشان امتیازی حیثیت کے باوجود اس سلسلے کے پیروکاروں اور متوسلین کو اس مسلک کے امتیاز سے لاعلم رکھا گیا۔ نوربخشی صوفیوں کو احساسِ کمتری کا شکار بنانے اور اپنے مسلک و مذہب سے بدظن کرنے کے لیے عموماً دو باتیں باور کرائی جاتی ہیں۔ اول یہ کہ یہ مسلک تو محض بلتستان کے پہاڑوں تک محدود ہے اور دوسرے یہ کہ اس مسلک میں تو دو تین کتابوں کے علاوہ کوئی کتاب ہی نہیں ہے۔ خود نوربخشی علماء بھی اس احساسِ کمتری کا شکار تھے اور اپنے مسلک کو علمی اعتبار سے کم مایہ سمجھتے تھے۔ تا آنکہ بعض نوربخشی محققین نے بزرگانِ نوربخشیہ کے آثار کی تلاش کا بیڑا اٹھایا اور نہ صرف اہل نوربخشیہ بلکہ کل علمی دنیا اس خوشگوار حیرت سے دوچار ہوئی کہ جس مسلک کو کم مائیگی کا طعنہ دیا جاتا تھا، اس کے پاس تو علم و ادب و عرفان کے بے شمار گنج ہائے گراں مایہ موجود ہیں۔ اس سے قبل غریب نوربخشی کی مثال اس مفلس و نادار شخص کی تھی جس کے گھر میں سونے، چاندی اور ہیرے، جواہرات کے خزانے مدفون ہوں اور وہ ننگا بھوکا اپنے گھر کے دروازے پر کھڑا ہر آنے جانے والے شخص سے بھیک مانگ رہا ہو۔

اب اللہ کی مہربانی سے ان عظیم خزانوں کا پتہ لگا لیا گیا ہے اور بہت سے خزانے برآمد کر کے بروئے کار بھی لائے جا رہے ہیں۔ زیادہ حیرت تو یہ ہے کہ ہماری مجموعی پستی کے باعث اہل صوفیہ نوربخشیہ باہر کی علمی دنیا سے یکسر کٹے رہے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ نوربخشی بزرگوں کی تصنیفات و تالیفات پر بیرونی دنیا میں تو کہیں پہلے تحقیق کا بھرپور آغاز ہو چکا تھا اور ان کی اشاعت کا بھی شایانِ شان اہتمام کیا

گیا۔ بعض محققین نے اپنی پوری زندگی ہمارے بزرگوں میں سے کسی ایک کے احوال و آثار پر تحقیق اور ان کی اشاعت میں صرف کر دی۔ مثال کے طور پر برادر ملک اسلامی جمہوریہ ایران میں جو سلسلۃ الذہب اور مسلک نوربخشیہ سے وابستہ بزرگانِ دین کا گھر ہے، نوربخشی آثار پر بہت کام ہوا ہے، یہی نہیں نوربخشی بزرگوں کے کاموں کے انگریزی، فرانسیسی اور جرمن تراجم انگلستان، فرانس اور جرمنی جیسے ممالک سے بھی چھپ چکے ہیں۔ یہی نہیں، مملکتِ خداداد پاکستان میں بھی ماضی میں ہماری کتابوں کی اشاعت کا جا بجا اہتمام ہوتا رہا ہے اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ اہلِ نوربخشیہ کے علمی ذخیرے کی وسعت کا اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ بعض بزرگوں جیسے حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانی اور حضرت شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی کی تصانیف کی تعداد سینکڑوں میں پہنچتی ہے۔ مستقبل قریب میں انشاء اللہ ان تمام تصانیف کی ایک جامع فہرست مرتب کر کے علمی دنیا کی نذر کی جائے گی۔ جدید ایرانی محققین بزرگانِ نوربخشیہ کے علمی سرمایے کو جس قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں وہ ان کتب کے ساتھ شائع ہونے والوں مقدموں سے مترشح ہے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ حق پرست محققین جہاں ان اعلیٰ علمی آثار کو بغیر کسی تحریف کے اپنی اصلی صورت میں اعلیٰ تحقیقی معیاروں کے مطابق شائع کرنے کا اہتمام کرتے ہیں بلکہ ان گراں قدر علمی کارناموں کی خوب خوب داد دیتے ہیں۔ ان محققین کی مساعی جمیلہ سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ بزرگانِ نوربخشیہ کا علمی و ادبی ورثہ ادبِ تصوف اور فارسی زبان و ادب کی تاریخ میں کیا مقام اور مرتبہ رکھتا ہے۔

موجودہ دور میں بدقسمتی سے عالمِ اسلام میں جو رواداری کا فقدان ہے اور عدم برداشت کا ماحول ہے۔ اس کی اصلاح کی واحد صورت بزرگانِ صوفیہ کے عالمگیر محبت اور اخوت پر مبنی پیغام کو عام کرنا ہے۔ تمام دنیا کے سنجیدہ دماغوں نے اس معاملے کی اہمیت کو سنجیدگی سے محسوس کیا ہے، مگر ایسے علمی اقدامات کی طرف تا حال اشارہ نہیں کیا گیا کہ اس پیغامِ محبت کو کیوں کر عام کیا جائے۔ ہماری رائے میں اس کا واحد طریقہ ادبِ تصوف کی وسیع پیمانے پر اشاعت ہے تاکہ جدید ذہن اس خوبصورت علمی اور ثقافتی ورثے سے آشنا ہو جائے اور بنیاد پرستی اور انتہا پسندی کے خلاف جو بغاوت جدید نسل میں پیدا ہو رہی ہے اس کا کافی وشافی علاج ممکن ہو سکے۔ نوائے صوفیہ مذکورہ مقاصد کے حصول کی خاطر کی جانے والی ایک چھوٹی سی کوشش ہے۔ نارِ نمرود کو بجھانے کے لیے جس طرح ننھا ابابیل اپنی چونچ میں پانی کا ایک قطرہ لیے محوِ پرواز تھا، اسی طرح نوائے صوفیہ بھی نفرتوں کی آگ کو بجھانے کے لیے مصروفِ کار ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس حقیر کوشش کو اپنی بارگاہِ عزت وجلالت میں قبول و مقبول فرمائے۔ آمین۔

بقیہ: شاعر علی احمد قمر سے انٹرویو

نوائے صوفیہ ابھی تک صرف نوربخشیہ مسلک کی تبلیغ وتشہیر کا ذریعہ ہے جس کے سبب اس کی اشاعت اور ترسیل بھی محدود طبقے تک رسائی پاتی ہے۔ اسے ملک بھر میں بلکہ بیرونِ ملک بھی قابلِ قبول بنانے کے لیے محنت اور توجہ کی ضرورت ہے۔ گلگت بلتستان پاکستان کی شہ رگ کی حیثیت رکھتا ہے اور جغرافیائی اور دفاعی اعتبار سے نہایت اہم خطہ ہے۔ اس کے قیمتی وسائل اور سیاحتی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے اس رسالے کی اشاعت سے وسیع تر کام لیا جا سکتا ہے۔ رسالے کو ملکی سطح پر تمام قارئین کے لیے قابلِ توجہ بنانے کے لیے اسے ادبی، سیاسی اور معلوماتی مواد سے بھی مزین کیا جا سکتا ہے۔ جب کہ تصوف کی اشاعت کا پہلو بہرحال مکمل نظر رکھا جائے۔ رسالے کی ملک گیر سطح پر اشاعت سے اس کو سرکاری اداروں اور تجارتی شعبوں کے خاطر خواہ اشتہارات مل سکتے ہیں جو رسالے کو استحکام اور ترقی دے سکتے ہیں۔ اس طرح ملک کے دوسرے حصوں سے کٹا ہوا قدرتی حسن اور وسائل سے مالا مال خطہ بلتستان ملکی اور بین الاقوامی سطح پر خاطر خواہ اہمیت حاصل کر سکتا ہے۔

ن۔ص: قمر صاحب، آپ نے ہمیں اپنا قیمتی وقت دیا۔ آپ کا شکریہ اور آپ کی عالیشان کامیابی پر ایک بار پھر ہدیہ تبریک۔

قمر: آپ کا بے حد شکریہ کہ آپ نے قارئین نوائے صوفیہ سے قریب ہونے کا موقع فراہم کیا۔

قرآنیات

شہنشاہوں کے شہنشاہ کے دربار میں

صابر حسین شہابی، گربونگ کھرکوہ

دربارِ الٰہی اور سورۃ الفاتحہ:

جب بھی منادی کرنے والا منادی کرتا ہے کہ تمام رعایا خواہ امیر ہو یا غریب "بادشاہ کے دربار میں حاضر ہو"۔ تو ہر شخص حاضری کے لیے تیاری شروع کر دیتا ہے۔ اپنی اپنی استطاعت کے مطابق اچھے سے اچھے کپڑے نکالتے ہیں۔ جن کے پاس نہ ہو وہ دوسروں سے مانگتے ہیں۔ بال، داڑھی، شیو، خوشبو غرض کہ نہا دھو کر بن سنور کر بادشاہ کے دربار میں حاضر ہو جاتے ہیں۔ ہر شخص اپنے اپنے رتبہ کے لحاظ سے اپنی اپنی جگہ کھڑا ہو جاتا ہے۔ بات کرنے کا بادشاہ کے دربار کا ایک اپنا انداز ہے کہ جان کی امان پاؤں تو عرض کروں۔ پھر اس کے بعد بادشاہ کی تعریف و توصیف کرتے ہیں۔ اس کے بعد عاجزی سے ڈرتے ہوئے اپنا مدعا بیان کرتے ہیں۔

بالکل اسی طرح شہنشاہوں کے شہنشاہ کے دربار کے لیے منادی کی جاتی ہے۔ مگر یہاں کا انداز جداگانہ ہے۔ ہر کام کا ایک مختلف انداز ہے کیونکہ یہ بادشاہوں کے بادشاہ کا معاملہ ہے۔ یہاں منادی کرنے کے لیے ڈھول پیٹنے کے بجائے اذان دی جاتی ہے اور چاروں طرف اللہ اکبر! اللہ اکبر! کی صدا گونجنے لگتی ہے۔ مسلمان دربار الٰہی میں حاضری کے لیے تیاری شروع کرتے ہیں۔ یہاں ہر ہر مرحلہ پر تربیت کی ضرورت ہوتی ہے جو کہ اللہ تعالیٰ خود کرتا ہے۔ اسے اپنے مخلوق سے بے انتہا پیار ہے (ماں باپ سے بھی ۷۰ گنا زیادہ)۔ وہ اپنی مخلوق کو کسی مشکل میں نہیں ڈالتا۔ اگر نئے کپڑے نہیں ہیں تو صاف ستھرے پہن لو اور اگر پورے نہیں ہیں تو کوئی بات نہیں۔ کم سے کم کا اندازہ بھی مقرر کر دیا ہے کہ کم سے کم ستر کے کپڑے پہن لو۔ پھر اگر غسل کی ضرورت ہے تو غسل بھی کرلو۔ اور اگر وضو نہیں تو وضو کرلو۔ اور اگر پانی نہیں ملتا تو کوئی بات نہیں، تیمم کرلو۔ وہ اپنی مخلوق کو ہر طرح کی آسانی مہیا کرتا ہے۔ غرض تیار ہو کر بندہ آقا کے دربار میں (مسجد میں) پہنچ جاتا ہے۔ شہنشاہوں کا شہنشاہ کس شانِ کبریائی سے اپنے تخت (عرش) پر بیٹھا اپنی مخلوق کو دیکھ رہا ہے۔ وہ ہمیں دیکھ رہا ہے گو ہم اسے نہیں دیکھ رہے ہوتے۔ مسجد میں داخل ہو کر باقاعدہ صف بناتے ہیں۔ یہاں سب برابر ہیں۔ کسی کا رتبہ بلند نہیں اور اگر ہے تو وہ اس کا تقویٰ ہے۔ صف باندھ کر اللہ اکبر کہہ کر ادب سے سر جھکا کر ہاتھ باندھ لیتے ہیں۔ اب یہاں بھی اللہ تعالیٰ ہمیں بات کرنے کی تربیت دیتا ہے۔ اب ذرا غور کریں۔ سورۃ الفاتحہ کے الفاظ میں شہنشاہوں کے شہنشاہ کے دربار میں گفتگو کرنے کا طریقہ:

بات شروع کرتے ہیں۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہیں۔ الحمدللہ ربّ العلمینo

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔

القاب سے پکارتے ہیں۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِo

بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِo

یومِ جزا کا مالک ہے۔

عاجزی سے تمہید باندھتے ہیں۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نستعینo

ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔

پھر دینی اور دنیاوی زندگی کی کامیابی کے لیے دعا مانگتے ہیں۔ اِھْدِنَا الصّراط المستقیمo

ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت فرما۔

رہنمائی کے لیے ہم اپنا مطالبہ پیش کرتے ہیں۔ صِرَاطَ الَّذِین اَنعمت عَلیھِمo

ان لوگوں کا راستہ (پر) جن پر تُو نے انعام کیا۔

غَیرِ الْمَغضُوبِ عَلَیهِم

نہ کہ ان لوگوں کا راستہ جن پر تیرا غضب ہوا۔

وَلَا الضَّآلِّینَ٥

اور نہ گمراہوں کا راستہ ہو۔

جب اللہ تعالیٰ ان الفاظ کو اپنی مخلوق کی زبانی سنتا ہے تو وہ بہت خوش ہوتا ہے۔ اور جب کوئی شخص الحمد اللہ کہتا ہے۔ تو اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری تعریف کی اور جب نمازی جب الرحمٰن الرحیم کہتے ہیں تو اللہ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری توصیف بیان کی اور نمازی جب مالک یوم الدین کہتا ہے تو اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری بندگی بیان کی اور یوں بھی کہتا ہے کہ میرے بندے نے اپنے سب کام میرے سپرد کیے۔ وغیرہ۔

تعارف سورۃ الفاتحہ:

نام: عربی میں مفتاح چابی کو کہتے ہیں۔ جس سے تالا کھولا جاتا ہے۔ اور کھولے جانے کو فاتحہ کہتے ہیں یعنی کھولنا، ابتدا کرنا یا آغاز کرنا۔ اسی لیے اس سے قرآن مجید کو کھولا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اس سورۃ کے ۱۸ نام اور بھی ہیں۔

(۱) فاتحہ القرآن (۲) فاتحہ الکتاب (۳) سبع مثانی (۴) اُمّ القرآن (۵) اُمّ الکتاب (۶) سورۃ الحمد (۷) سورۃ الصلوٰۃ (۸) سورۃ الدعا (۹) سورۃ التفویض (۱۰) سورۃ المناجات (۱۱) سورۃ السوال (۱۲) نور (۱۳) رقیہ (۱۴) شفاع (۱۵) شافیہ (۱۶) کافیہ (۱۷) وافیہ اور (۱۸) سورۃ الکنز۔

یہ سورۃ قرآن مجید کی پہلی سورۃ ہے جو کہ مکمل طور پر نازل ہوئی جو کہ آغاز ہی میں مکہ میں نازل ہوئی۔ اس کی سات آیات ہیں۔ اسے اُمّ القرآن کہا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں اس کا ذکر سبع مثانی کے طور پر آیا ہے۔ (سوۃ الحجر آیت ۸۷)

ہمیں چاہیے کہ قرآن مجید سمجھ کر پڑھیں تاکہ نماز پڑھتے ہوئے بھی ہمیں معلوم ہو کہ ہم کیا پڑھ رہے ہیں۔ کیونکہ نماز شروع کرنے سے پہلے بھی تاکید کی گئی ہے کہ اس وقت نماز پڑھیں کہ جب منہ سے جو پڑھ رہے ہوں اس کو سمجھ بھی رہے ہوں۔ (جب تک ان الفاظ کو) جو منہ سے کہتے ہو سمجھ (نہ)۔ مگر اُس وقت تک نماز کے قریب نہ جاؤ (ماخوذ از سورۃ النساء آیت ۴۳)۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن مجید پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

❁ ☆ ✿ ☆ ❁

بقیہ: حضرت معروف کرخی

اللہ تعالیٰ آپ کی دعاؤں سے بارش عطا فرمائے گا۔ آپ نے فرمایا چلو تم لوگ اپنے کپڑوں کو سنبھال لو جنھوں نے ان کی آواز سنی کپڑوں اور بکھرے سامان کو سنبھالا ہی تھا کہ بارش برس پڑی اور گرمی کی شدت اور سختی جاتی رہی۔

حضرت شیخ معروفؒ ہمیشہ ثوابی ونفلی روزہ رکھتے تھے۔ لیکن جب کوئی آپ کے سامنے کھانا پیش کرتا تو آپ خاموشی سے دعوت قبول کر کے روزہ توڑ لیتے اس لیے مبادا کہ کسی فردِ محبت کا دل نہ دکھے۔ عبادات وریاضت کے بارے میں بہت محنت کے خوگر تھے۔ سخت سردی اور گرمی میں معمولات میں خلل ہونے نہ دیتے مگر اس کے باوجود عبادات اور روزوں کو پوشیدہ رکھنے کی کوشش کرتے تھے۔ آپ کے معاملات کے بارے میں سوال کرتے تو ان کو حسنِ مقال سے ٹال دیتے تھے اور اظہار نہ کرتے۔ راتوں کو جاگتے، ذکر وفکر اور مراقبوں اور مشاہدوں میں مصروف رہتے ہر قسم کے ریا سے پرہیز کرتے۔ دنیا کے آرام و راحت کو محنت و ریاضت کے جھمیلوں پر ترجیح نہ دیتے۔ غریبوں اور مسکینوں کی دل جوئی میں بھی کوئی کسر باقی نہ رکھتے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان بزرگانِ دین صوفیاء عظام کے نقوش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

آخر میں یہ خوشخبری سنانے جا رہا ہوں کہ حضرت معروف کرخی کی سوانح حیات پر مبنی ایک جامع اور مبسوط کتاب اشاعت پذیر ہے۔ یہ ناچیز کی کاوش کا حصہ ہے۔ عنقریب یہ شائع ہو کر منظر عام آ جائے گی۔

مراجع ومصادر:

۱(مقالات محمد شفیع ج ۱) ۲(سوانح معروف کرخیؒ) ۳(کشف المحجوب) ۴(سوانح معروف کرخیؒ) ۵(مناقب) ۶(سوانح معروف کرخی) ۷(رسالہ قشیدی) ۸(کتاب جنید بغداد) ۹(مناقب معروف) ۱۰(کشف المحجوب) ۱۱(مناقب) ۱۲(مناقب) ۱۳(کشف المحجوب) ۱۴(تذکرۃ الاولیاء) ۱۵(مقدمہ مناقب)

سنتِ نبویؐ

متابعتِ سنت

ابراھیم آل تقی

مذہب صوفیہ کے چودہ کلمات قدسیہ میں سے ایک ''متابعتِ سنت'' ہے۔ جو کہ مذہب نوربخشیہ کی اہم کتاب ''دعوات صوفیہ'' میں بنیادی عقائد کے چودہ روحانی نعرے کے عنوان کے تحت مرقوم ہے۔ اس سے اس کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے کہ مذہب نوربخشیہ سنت کی متابعت کی کتنی اہمیت ہے۔ یہ چونکہ عقائد میں شامل ہے اس لیے اس کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ گویا اس عقیدے کے مطابق تمام سالکان راہ تصوف و روش نوربخشیہ پر سنت کی پیروی کرنا فرض ہے اور سب لازم ہے کہ وہ اپنی زندگی رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مطابق گزاریں اور اس سے انحراف کرنے سے گریز کریں۔

عقیدہ کا مطلب وہ پختہ، مضبوط اور مستحکم نظریہ ہے جو کسی انسان کا ہوتا تو اس سے اسی طرح کے اعمال سرزد ہوتے ہیں۔ انسان کا ہر فعل اس کے عقائد اور نظریات کی عکاسی اور ترجمانی کرتا ہے۔ عقائد انسان کے دل و دماغ پر حکمرانی کرتے ہیں اور پھر انہی عقائد کے زیر اثر مختلف اعمال وافعال سرزد ہوتے ہیں۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ انسان کا عمل اس کے عقائد کا عکاس ہوتا ہے۔ اور جس کا عمل ایسے عقیدے کے مطابق ہوتو وہ سچا اور جس کا عمل اس عقیدے کے مطابق نہ ہوتو وہ منافقت کہلاتا ہے۔ قرآن کریم میں منافقت سے منع کیا گیا ہے اور انسانوں کا منافقین کے طرز عمل اختیار کرنے سے روکا گیا ہے۔

متابعت سنت کے حوالے سے رسول کریم کا فرمان ہے: وانی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی (حدیث نبویؐ) یعنی میں تم میں دو بھاری یا نفیس چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک تو اللہ کی کتاب دوسرے میری عترت یعنی اہل بیت۔ ایک اور روایت میں فرماتا ہے: ترکت فیکم امرین لن تضلوا ماتمسکو بھما کتاب اللہ و سنۃ نبیہ (حدیث نبویؐ) یعنی میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں جب تک تم ان دونوں کو مضبوطی سے پکڑے رہو ہر گز گمراہ نہ ہوں گے اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت۔ معلوم ہوا جہاں کتاب اللہ کا تمسک ضرورر ہے وہاں عترت رسول اور سنت رسول کا تمسک بھی ضروری ہے۔ جو ان تینوں کے ساتھ تمسک اختیار کرے گا وہی ارباب ہے اور جو ان میں سے کسی ایک کو بھی ترک کردے گا وہ راہ حق سے انحراف کا مرتکب ہوگا۔

شریعت اسلامی میں سنت کی اہمیت یہ ہے کہ سنت قرآن کریم کا عملی تفسیر ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی احکام بیان فرمائے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زندگی میں ان پر عمل کرکے دکھایا ہے۔ آپؐ کے اعمال اور اقوال کو ہی سنت کہا جاتا ہے۔ دعوات صوفیہ نوربخشیہ میں سنت کی پیروی کے سلسلے میں مرقوم ہے۔ ''سنت کی پیروی حسب ذیل طریقوں کے مطابق کرنا (ا) شریعت میں اقوال پیغمبر کو اختیار کرنا (ب) طریقت میں افعال پیغمبر کو اپنانا (ج) حقیقت میں احوال پیغمبر کا اعتبار کرنا۔''

صوفیا کا صحیح مسلک یہ ہے کہ ان تینوں حالتوں میں متابعتِ سنت کو لازم پکڑا جائے۔ یہی وجہ ہے امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ کی کتابوں میں جو بھی مسئلہ بیان کیا گیا ہے اس کے دلیل میں قرآنی آیات کے ساتھ ساتھ احادیث نبویؐ سے بھی دلیل لیا گیا ہے۔ آپ نے اپنی کتاب مودۃ القربیٰ، ذخیرۃ الملوک، روضۃ الفردوس، السبعین فی فضائل امیر المومنین اور اربعین کے نام سے تین مجموعہ احادیث منظر عام پر آچکی ہے تمام کتابوں میں احادیث نبوی کا حوالہ اور دلیل درج ہیں۔ اس کے علاوہ آپ نے حدیث کے متعلق تین کتابیں چہل حدیث کے نام سے موسوم کیا ہے جسے مشہور اسکالر اور قلم کار غلام حسن حسنو نے تینوں کتابوں کو ''مجموعہ چہل احادیث نبویؐ'' کے نام سے یکجا کیا ہے۔

حسنو صاحب نے اس کتاب کے مقدمے میں ان کے متعلق رقمطراز ہے ''حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ تصوف کے اس نظریاتی گروہ سے تعلق رکھتے ہیں جن کے نزدیک ایک ہاتھ سے کتاب الٰہی اور دوسرے ہاتھ سے سنت نبوی وعترت رسول کی تمسک کے بغیر راہ سلوک میں چلنا جائز نہیں ہے۔''

محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن پہنچادینے کے لیے محض ایک نامہ نہ تھے بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو معلم، رہنما، مفسر قرآن، شارع قانون اور قاضی وحکم بھی مقرر کیا۔ جس کا ہر حکم ماننا ہر فیصلے کو بلا چوں وچرا تسلیم کرنا ایمان کی علامت اور اس کا انکار کفر ونفاق ٹھہراتا ہے۔ قرآن ہی کی رو سے آپؐ کی اطاعت اور پیروی تمام مسلمانوں پر فرض ہے اور اس سے آزاد ہو کر جو شخص قرآن کی پیروی کا دعویٰ کرے تو وہ دراصل قرآن کا پیروکار نہیں ہوگا۔ اگر سنت رسول سے قرآن کا تعلق توڑ دیا جائے تو دین کا حلیہ ہی بگڑ جاتا ہے۔ سنت سے آزاد ہو کر قرآنی آیات کی من مانی تشریح کرے اور قرآن میں معنوی تحریف کی بھر مار کرے متابعت سنت میں فتنہ فساد برپا کرے وہ اہل تصوف کہنے کے قائل نہیں ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا: من یطع الرسول فقد اطاع اللہ (النساء۸۰) جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ ایک اور جگہ رسول کی اطاعت سے روگردانی کرنے سے سختی کے ساتھ منع کرتے ہوئے فرمایا: ومن یشاقق الرّسول من بعد ما تبین لہ الھدی ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جھنم وساء ت مصیراo (النساء ۱۱۵) اور جو شخص باوجود راہ ہدایت کے واضح ہوجانے کے بعد بھی رسولؐ کا خلاف کرے اور تمام مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے ہم اسے ادھر ہی متوجہ کردیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہو اور دوزخ میں ڈال دیں گے وہ پہنچنے کی بہت بری جگہ ہے۔

اس آیت میں رسول اکرمؐ کی مخالفت اور مومنین کا راستہ چھوڑ کر کسی اور راستے کی پیروی کرنے پر جہنم کی وعید سنائی گئی ہے۔ نیز فرمایا: وما اتاکم الرسول فخذوہ ومانھاکم عنہ فانتھوا واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقابo (الحشر۷) اور تمہیں جو کچھ رسول دے اسے لے لو اور جس چیز سے روکے رک جاؤ اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو یقیناً اللہ تعالیٰ سخت عذاب والا ہے۔

سورہ نور میں رسول کریمؐ کی مخالفت کرنے والوں کے لیے سخت وعید سناتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبھم مصیبۃ او یصیبھم عذاب الیمo (النور۶۳) پس جو لوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہیے وہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آپڑے یا انہیں دردناک عذاب نہ پہنچے۔

اس آیت کریمہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ نبی کریمؐ کے احکام سے سرتابی اور ان کی مخالفت کا نتیجہ دنیا میں آفت عظیم اور آخرت میں جہنم کے عذاب الیم کا باعث ہے۔ اس لیے نبی کریمؐ کے منہاج، طریقے اور سنت کو ہر وقت سامنے رکھنا چاہیے اس لیے کہ جو اقوال و اعمال آپ کی سنت کے مطابق ہوں گے وہی بارہ گاہ الٰہی میں مقبول ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے ہم سب کو اپنے دعوے کے مطابق ''متابعت سنت'' میں زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

❁ ☆ ✿ ☆ ❁

بقیہ: قارئین کے خطوط

❁ بندہ حقیر کی ذاتی کوششوں کی بنا سینو سے نوائے صوفیہ کے سات مستقل خریداروں کی ہدیہ جمع کرادیا ہے لہٰذا بروقت رسالے کی ترسیل کو یقینی بنائیں۔ شکریہ! (فیاض حسین فیضی)

❁ نوائے صوفیہ کا مستقل قاری ہوں۔ رسالہ مادہ پرست دور میں بھٹکتی ہوئی انسانیت کے لیے ایک نیا نور ہے۔ (طاہر حسین فرحت)

❁ جب بھی شمارہ ہاتھ لگتی ہے پڑھ کر دل کو سکون ملتا ہے۔ بڑی بے چینی سے نئی شمارہ کا انتظار میں رہتی ہوں۔ رسالے کی ترسیل کو یقینی بناتے ہوئے ماہوار شائع کریں۔ شکریہ! (نسرین پروین بانپی نچلو)

❁ رسالہ بروقت شائع کیا کریں۔ دیر تک انتظار برداشت سے باہر ہے۔ شمارہ ہمیشہ دیر سے ملتی ہے۔ شمارہ کے بقیہ جات ارسال خدمت ہے۔ (محمد الیاس خازن)

تصوف

صوفیائے کرام علامہ اقبال کی نظر میں

فقیر محمد یوسف ظفر، کوروی

سورۃ یونس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (آیت نمبر ۶۲)

ترجمہ: بے شک اللہ کے ولیوں کو نہ کچھ خوف ہے۔اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔

اس آیت مبارکہ میں اولیاء اللہ کو بشارت دی گئی ہے کہ ان کو نہ تو آخرت میں کوئی خوف ہوگا اور نہ دنیا کے چھوڑ جانے پر وہ غمگین ہوں گے۔ان کو مقامِ جنت میں داخل کیا جائے گا۔اور ہمیشہ کے لیے نجات مل جائے گی۔اور جنت کی نعمتیں دائمی اور لازوال ہوں گی۔

ابوداؤد،مشکوۃ باب الحب" میں حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے بعض بندے ایسے ہیں جو نہ تو نبی ہیں اور نہ شہید، البتہ ان پر انبیاء اور شہدا قیامت کے دن قرب الٰہی کی وجہ سے رشک کریں گے۔عرض کیا گیا وہ کون لوگ ہیں۔فرمایا اللہ کی قسم ان کے چہرے پر نور ہوں گے اور وہ نور کے منبروں پر ہوں گے۔اور جب باقی لوگ ڈریں گے یہ نہ ڈریں گے اور جب لوگ غمگین ہوں گے یہ لوگ غمگین نہ ہوں گے۔وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے قرآن کی وجہ سے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں ان کا نہ باہم کوئی لین دین ہے اور نہ رشتہ داری۔وہی لوگ اولیائے عظام اور صوفیائے کرام ہیں۔

سورۃ النساء میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ: اور جو بھی اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمانبرداری کرے وہ ان کے ساتھ ہوں گے۔جن پر اللہ نے خاص انعام کیا ہے جیسے انبیاء، صدیق، شہداء اور یہ نیک لوگ بہترین رفیق ہیں۔(آیت نمبر ۶۹)

صوفیائے کرام اور اولیائے کرام کا تعلق صدیقین، شہداء اور صالحین سے بھی ہے۔علامہ قرطبیؒ شرح الصدور میں یوں رقمطراز ہیں کہ انبیائے کرام، شہدائے عظام کے علاوہ اولیاء کرام، حافظ قرآن اور موذن کے جسموں کو زمین نہیں کھاتی۔اب ہم ان صوفیائے کرام کے مختلف ادوار پر سرسری نظر ڈالتے ہیں:

۶۶۱ء تا ۸۵۰ء میں صوفیہ کا پہلا طبقہ وجود میں آیا۔طبقہ اول کے صوفیہ میں اویس قرنیؓ، ابوذر غفاریؓ، حضرت حسن بصریؒ، حضرت حبیب عجمیؒ، حضرت فضیل بن عباسؒ اور حضرت ابراہیم بن ادھمؒ، نیز ان کے علاوہ سینکڑوں صوفیہ تھے، جنہوں نے تبلیغ دین کا فریضہ ادا کیا۔حضرت حسن بصریؒ بڑے نامور صوفی تھے۔وہ گیارہ سال تک حجاج بن یوسف کے مظالم کو دیکھ کر گوشہ گیر رہے۔ظالم حجاج بن یوسف کے بارے میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کا فرمان ہے کہ اگر دنیا کے تمام ظالموں کو ایک پلڑے میں اور حجاج بن یوسف کو دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو ظلم میں حجاج بن یوسف کا پلڑا بھاری ہوگا۔

جب بنوامیہ کا دور ختم ہوا اور بنوعباسی حکومت کی داغ بیل پڑی تو اس دور میں مذہب کو عقل کا تابع بنایا گیا اور عقلیت کے اس تند و تیز طوفان میں لوگ مذہب سے بیگانہ ہو گئے۔کفر و شرک کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں پھنس گئے۔اس طوفانی اور سیلابی دور میں صوفیہ کا دوسرا طبقہ وجود میں آیا۔اس دور کے مشہور و معروف صوفیا حضرت بایزید بسطامیؒ، حضرت معروف کرخیؒ، شیخ فریدالدین عطارؒ اور حضرت جنید بغدادیؒ وغیرہ ہیں۔ان صوفیا نے عشق الٰہی کا چراغ روشن کر کے یقین و ایمان کی قوت عطا کی، اور اسلامی عقائد کو مضبوط کیا۔کفر و شرک، بدعات اور بُرے رسومات کا خاتمہ کیا۔اسی طرح تیسرے طبقہ کے صوفیہ نے سلامتی، احترام انسانیت، خدمت خلق اور قرآن و سنت کا درس دے کر لوگوں کے دلوں کو منور کیا۔دسویں صدی عیسویں میں تصوف کے موضوع پر باقاعدہ کتابیں چھاپی گئیں۔گیارھویں صدی

عیسوی میں شیخ ابوالقاسمؒ، حضرت داتا گنج بخشؒ وغیرہ اکابر صوفیہ پیدا ہوئے۔ جنہوں نے اسلامی فن تصوف اور تعلیمات تصوف کو مستقل موضوع بنا کر ضخیم کتابیں لکھیں۔ان میں کشف المحجوب حضرت داتا گنج بخشؒ کی مشہور تصنیف ہے۔کشف المحجوب فارسی زبان میں تصوف کی پہلی کتاب ہے۔سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدینؒ کشف المحجوب پر یوں تبصرہ کرتے ہیں۔

کشف المحجوب از تصنیف شیخ علی ہجویری است قدس اللہ روحہ العزیز ......الخ:

ترجمہ: ''کشف المحجوب حضرت شیخ علی ہجویری (داتا گنج بخشؒ) کی تصنیف ہے۔ اگر کسی کا پیر نہ ہو، تو جب اس کتاب کا مطالعہ کرے گا تو یہ کتاب یعنی کشف المحجوب اس کے پیر کا کام دے گا۔ میں نے اس کتاب کا بغور مطالعہ کیا ہے''۔

پروفیسر نکلسن نے کشف المحجوب کا انگریزی ترجمہ کیا۔ کشف المحجوب کی غیر معمولی افادیت اور اہمیت کے متعلق وہ یوں رقمطراز ہیں۔

'یہ وہ کتاب ہے کہ جس کی وجہ سے پہلی مرتبہ برصغیر پاک و ہند اسلامی تصوف سے آشنا ہوا'۔

بارھویں صدی کے صوفیا میں امام غزالیؒ اور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور حضرت شیخ الدین سہروردیؒ عظیم صوفی گزرے ہیں۔ امام غزالیؒ نے اپنی مشہور کتاب احیاء العلوم تصنیف کر کے گلشن تصوف اور اخلاق محمدی کی آبیاری کی۔

امام غزالیؒ درس و تدریس میں بھی مشغول رہتے تھے۔ ان کے درس میں تین سو عورتیں اور ایک سو امراء اور روساء حاضر ہوتے تھے۔ ان کے چھوٹے بھائی بھی درویش تھے۔امام غزالیؒ کا وعظ سن کر یہ نعرہ لگا بیٹھے۔

وَاصبحت تھدی. وتسمع و عظاً وہ تسمع۔

ترجمہ: 'تم دوسروں کو وعظ کرتے ہو۔لیکن خود ہدایت نہیں پکڑتے اور واعظ سناتے ہو لیکن خود نہیں سنتے'۔

اس موقع پر امام غزالیؒ بے حد متاثر ہوئے۔اور ریاضتوں میں مشغول ہو گئے۔ایک زمانے تک بیابانوں میں پھرتے رہے۔

شاعر مشرق ڈاکٹر علامہ اقبالؒ صوفیائے کرام سے والہانہ عقیدت و شیفتگی رکھتے تھے۔اور ان صوفیہ کے بے حد مداح اور معترف تھے، جنہوں نے ملت اسلامیہ کے جسد میں نئی روح پھونکی اور اسلام کو روشنی اور نئی طاقت بخشی۔ علامہ اقبالؒ اسرار رموز میں حضرت علیؓ کی بارگاہ میں ہدیہ عقیدت پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ کی محبت اور عقیدت کے بغیر کسی صوفی پر علم و عرفان کے دروازے کھل نہیں سکتے۔تمام مسلمان اور صوفیائے کرام حضرت علیؓ کی محبت کو جز ایمان سمجھتے ہیں۔

مسلم اول شہ مرداں علیؓ — عشق را سرمایہ ایمان علیؓ

تصوف جو مذہب کی جان اور اسرار شریعت کی روح ہے، تصوف کے اکثر سلسلے امام المتقین حضرت علیؓ پر جا کر ختم ہوتے ہیں۔ حضرت جنید بغدادیؒ کا فرمان ہے کہ اصول اور آزمائش و امتحان میں ہمارے شیخ الشیوخ حضرت علی مرتضیٰؓ ہیں۔اس سلسلے میں حضرت علامہ اقبالؒ حضرت جنید بغدادیؒ اور بایزید بسطامیؒ سے یوں محبت و عقیدت کا یوں اظہار کرتے ہوئے بال جبریل میں فرماتے ہیں۔

شوکت و سنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود
فقر جنیدؒ و نگاہ بایزید تیرا جمال بے نقاب

ارمغان حجاز میں یوں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔

دگر بمدرسہ ہائے حرم نمی بینم — دل جنیدؒ و نگاہ غزالیؒ و رازیؒ

حضرت جنید بغدادی اہل تصوف کے پیشوا تھے۔ شریعت اور حقیقت کی انتہا پر تھے، زہد و عشق میں بے مثال تھے۔ حضرت داتا گنج بخشؒ نے کشف المحجوب میں حضرت جنید بغدادیؒ کو طریقت میں شیخ المشائخ اور شریعت میں امام الائمہ کہا ہے۔حضرت جنید بغدادی کی تعلیمات میں ہمیں جس تصوف کی طرف اشارہ ملتا ہے وہ حقیقی اسلامی تصوف ہے۔جس کا سرچشمہ قرآن وحدیث ہے۔ فرماتے ہیں کہ یہ منزل صرف انہی کو ملے گی جن کے دائیں ہاتھ میں

کتاب اللہ ہو اور بائیں ہاتھ میں سنتِ مصطفیٰ اور ان دونوں چراغوں (قرآن وحدیث) کی روشنی میں راستہ طے کرے تو نہ شک وشبہ کے گڑھے میں گرے اور نہ بدعت کے اندھیرے میں پھنسے۔ تصوف کی راہ وہی پا سکتا ہے جو ان دونوں چراغوں کو ہاتھ میں لے کر راستہ طے کرتے ہیں۔ علامہ اقبال اوائل جوانی ہی سے صوفیائے کرام کے شیدائی تھے۔ وہ حضرت اویس قرنیؒ سے بے حد متاثر تھے۔ اور اپنی بے پایاں محبت وعقیدت کا یوں اظہار کرتے ہیں:

تجھے نظارے کا مثل کلیم سودا تھا   اویسؒ طاقت دیدار کو ترستا تھا

حضرت اویس قرنیؒ کا شمار بھی تابعین اور طبقہ اول کے صوفیہ میں ہوتا ہے، وہ عاشق مصطفیٰ تھے۔ رسول اکرمؐ نے اویس قرنیؒ کے بارے میں فرمایا۔ کہ اویس احسان ومہربانی کے اعتبار سے بہترین تابعین میں سے ہیں۔ اگر چہ حضرت اویس قرنیؒ حضور پاکؐ کے دیدار سے مشرف نہ ہو سکے۔ لیکن ان کا قلب جذبہ عشق رسولؐ سے سرشار تھا۔ ان کی زندگی دنیاوی جاہ وحشم سے پاک تھی۔ ایک دن رسول اکرمؐ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ قرن میں اویس نامی ایک صوفی بزرگ ہے قیامت کے دن وہ بقدر قبیلہ ربیعہ ومضر کی بھیڑوں کے میری امت کے لوگوں کی شفاعت کرے گا۔ پھر نبی پاکؐ نے حضرت علیؓ اور حضرت عمرؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا تم اس صوفی بزرگ کو دیکھو گے جو درمیانے قد اور بالوں والا ہے، اس کے بائیں پہلو پر بمقدار درہم ایک سفید داغ ہے۔ مگر وہ برص کا داغ نہیں۔ اس کے ہاتھوں پر بھی اس قسم کے نشانات ہیں۔ جب تم اسے دیکھو تو میرا سلام پہنچانا اور کہنا کہ میری امت کے حق میں دعا کرے۔

چنانچہ صحابہ کرامؓ نے پوچھا، وہ کون ہے کہاں رہتا ہے؟ تب حضور پاکؐ نے ارشاد فرمایا کہ وہ اویس ہے اور قرن میں رہتا ہے۔

حضورؐ کی رحلت کے بعد حضرت علیؓ اور حضرت عمرؓ حضرت اویس قرنی سے ملنے قرن پہنچے تو وہ نماز میں مشغول تھے۔ بعد از فراغت نماز ان سے ملے تو سلام اور تعارف کے بعد حضرت اویس قرنیؒ نے اپنے ہاتھ اور پہلو کے نشانات دکھائے۔ حضور پاکؐ کا سلام اور پیغام پہنچایا تو تھوڑی دیر بعد حضرت اویس قرنی نے فرمایا۔ قیامت قریب ہے میں اس دن کے لیے تیاری کر رہا ہوں۔ اب تم واپس جاؤ۔ قیامت کے دن تم سے ملاقات ہوگی۔

حضرت اویس قرنیؒ جذبہ عشق رسولؐ سے سرشار تھے۔ غزوہ احد میں حضور پاکؐ کے دندان مبارک شہید ہونے کی خبر پا کر وہ نہایت غمگین ہوئے اور اسی غم میں انھوں نے اپنے تمام دانت توڑ ڈالے۔

حضرت اویس قرنیؒ کی زندگی کے ہر پہلو سے ہمیں عملی تصوف کا درس ملتا ہے۔ تصوف میں ان کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ آپ ہمیشہ ذکر خداوندی میں مصروف ومشغول رہتے تھے۔ صوفیائے کرام شریعت وطریقت کو ہم آہنگ کر کے شرافت، امن، سالمیت، احترام انسانیت، خدمت خلق اور پابندی اخلاق کا درس دیتے ہیں۔

قرآن وسنت کے مطابق زندگی گزارنا، خلفائے راشدین، اولیائے کرام کے نقش قدم پر چلنا، ان کے فرمودات پر عمل کرنا، لوگوں کو خیر وشر کی باتیں بتانا، تبلیغ دین کا فریضہ ادا کرنا، کسب حلال، عوام کی خدمت، اور خود تکلیف اٹھا کر لوگوں کے دکھ درد دور کرنا، انسانی قلوب کو ایک رشتہ الفت میں پرونا، ہمہ وقت عبادت الٰہی بجا لانا، قرآن وسنت کی تعلیم کو عام کرنا اور فلاح انسانیت کے لیے ہمہ وقت مصروف رہنا، تصوف کی تعلیم کا اصل مقصد اور منشاء ہے۔

اولیائے کرام کا صدیوں پہلے روشن کیا ہوا چراغ تا حال صوفیہ نور بخشیہ کی شکل میں ہر سو ضوفشاں ہیں۔ اور انشاء اللہ تا قیامت سونے کی کڑی قائم ودائم رہے گی۔

اللہ تعالیٰ سے یہی دعا ہے کہ ہم سب کو قرآن وحدیث پر عمل کرنے، آئمہ طاہرینؑ، صوفیائے کرام اور اولیائے عظام کے نقش قدم پر چل کر دنیا وآخرت میں سرخرو ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین ثم آمین!)

یک زمانے صحبتے با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

❀☆❀☆❀

نوربخشیات

میر سید نوربخشؒ کا خطِ ارشاد بنام اسیری لاهیجیؒ

پروفیسر ذاکر حسین ذاکر

تعارف:

جس طرح کسی علمی مہم کو سر کرنے کے بعد، کوئی کارنامہ سرانجام دینے کے بعد یا کسی امتحان میں کامیابی حاصل کرنے پر کوئی سرٹیفکیٹ، سند یا ڈگری عطا کی جاتی ہے، بالکل اسی طرح تصوف میں اور بالخصوص سلسلۂ ذھب میں جب کوئی سالک یا مرید ایک کامل مرشد کی سرپرستی میں ریاضتوں کے ذریعے مقاماتِ روحانی عبور کرتا ہے، کسی مقام پر فائز ہوتا ہے، کسی آزمائش پر پورا اترتا ہے اور جب کسی ذمہ داری کا اہل قرار پاتا ہے تو القابات، خرقہ یا اسناد وغیرہ عطا کیے جاتے ہیں۔ اس سلسلے میں ''خطِ ارشاد'' ایک مخصوص صوفیانہ ڈگری یا سند ہے جسے ہر اس اہل فرد کو ایک کامل و مکمل مرشد عطا کرتا ہے جس کی سرپرستی میں وہ سالک شریعت کے تمام قواعد اور طریقت کے آداب سیکھ کر ان پر مکمل عمل پیرا ہو، اور وہ تمام روحانی مدارج طے کر چکا ہو جو کسی سالک کے خود مرشد بننے کیلئے ضروری ہیں۔ جس طرح عام زندگی میں میڈیکل کی ڈگری کے بغیر کوئی طبیب پریکٹس نہیں کر سکتا، قانون کی ڈگری کے بغیر کسی کو بطور وکیل لوگوں کے مقدمات کی پیروی کرنے کی اجازت نہیں، خود مسلّم محقق بنے بغیر تحقیق کے کسی طالب علم کی سرپرستی نہیں کی جا سکتی، بالکل اسی طرح مسلک نوربخشیہ میں مرشد بننے اور دعوت وارشاد کی ذمہ داری سنبھالنے کیلئے کسی کامل مرشد کی طرف سے باقاعدہ اجازت کی صورت میں خطِ ارشاد کی اس مسلمہ ڈگری کی ضرورت ہے۔ اور مرشد بننے کی شرائط وہ ہیں جن کا میر سید محمد نوربخشؒ نے بیان فرمایا ہے۔ چونکہ سلوک دینی امور میں ایک خاص قسم کا تخصص یا سپیشلائزیشن ہے، جو اختیاری ہے، ہر فرد پر لازمی نہیں، لہٰذا اس عملی راستے پر چلنے کیلئے ماہر مرشد کی ضرورت ہوتی ہے، جبکہ دیگر عام دینی امور میں چونکہ ہر عاقل بالغ فرد مکلف ہوتا ہے، لہٰذا عام شرعی امور میں ہر فرد ذمہ دار ہے اور ہر کسی کو دینی امور میں اپنی معلومات میں اضافے اور غور وفکر کا نہ صرف حق ہے بلکہ ان کے انفرادی شعور کے مطابق یہ ان کی ذمہ داری بھی ہے کہ وہ دینی امور اور علوم میں آگاہی حاصل کرے۔

میر سید محمد نوربخشؒ نے اپنے کئی مریدین کو خطِ ارشاد عطا فرما کر ان کو اپنا خلیفہ بنایا اور ان کو ریاضتوں، اعتکاف اور دیگر روحانی امور میں سالکین کی تعلیم وتربیت کی اجازت مرحمت فرمائی۔ یہاں پر ہم حضرت شیخ محمد گیلانی اسیری لاهیجیؒ کے نام میر سید محمد نوربخشؒ کے ''خطِ ارشاد'' کا متن، اس کا ترجمہ اور چند ضروری نکات کی مختصر تشریح پیش کرنے کی سعی کریں گے تاکہ فی زمانہ نوربخشی حلقوں میں موجود کئی سوالات کی تشنگی دور ہو سکے اور ایک واضح دستاویز کے متن کی روشنی میں آئندہ کے بھی کئی ممکنہ سوالات کا جواب مل سکے۔

واضح رہے کہ میر سید محمد نوربخشؒ نے اپنے صاحبزادے حضرت شاہ قاسم فیض بخشؒ سمیت چار دیگر بزرگوں کو دعوت وارشاد کی اجازت دی تھی۔ پروفیسر ڈاکٹر غلام مھدی ''تاریخ وتعلیمات سلسلۂ نوربخشیہ'' کے عنوان سے اپنے پی ایچ ڈی مقالے میں شمس الدین محمد لاہیجی، مولانا حسین کوکئی، شیخ محمد بن حاجی محمد سمرقندی اور مولانا برہان الدین بغدادی کو نوربخشؒ کے درجہ اولی کے خلفاء قرار دیتے ہیں، جبکہ شیخ محمود اور پیر حاجی محمد بحرآبادی کو درجہ وسط کے خلفاء شمار کرتے ہیں۔ اسی طرح دیگر روایتوں کے مطابق پیر محمد ہمدانی اور خضر شیرازی بھی درجہ اول کے خلفاء تھے۔

کسی بھی اہل مرشد کیلئے یہ اجازت نامہ ایک کامل مرشد ہی عطا کر سکتا ہے۔ خط ارشاد ہر اُس اہل اور صاحب استعداد مرید کو عطا ہو سکتا ہے جسے اس کا مرشد بطور خلیفہ متعین کرنے کا ارادہ کرے اور جیسا کہ اس خط سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اجازت غیبی اشارے کے تحت ہوتی ہے۔ اور کئی ایک کو عطا ہو سکتی ہے۔ سلوک میں اجازت کا حامل ایک ہی وقت میں صرف ایک فرد واحد تک محدود نہیں۔ میر سید محمد نوربخشؒ کے خلفاء کی فہرست اور ان کے نام اجازت ناموں (خط ارشاد) سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ راہ سلوک میں رہنمائی کیلئے بیک وقت کئی مرشد ہو سکتے ہیں اور کسی سے بھی فیضیابی دراصل اس سلسلے سے تمسک اور سلوک کی منزل تک رسائی کا باعث بنے گی۔ یقیناً ایسا اجازت یافتہ خلیفہ جو خود کامل و مکمل مرشد ہو، کسی بھی اہل فرد یا افراد کو ہی انہی شرائط کے تحت اسی نوعیت کا خط ارشاد عطا کر سکتا ہے اور یوں یہ سلسلہ کئی شاخوں کی صورت میں آگے بڑھتا ہے جیسا کہ تاریخ تصوف میں مختلف سلاسل کی ذیلی شاخوں کی ترویج سے ثابت ہے۔

جہاں تک خط ارشاد کیلئے اہلیت کا تعلق ہے تو محولہ خط کو بھی ایک نمائندہ دستاویز قرار دیا جا سکتا ہے جس سے نوربخشی سلسلے کے مطابق جامع صفات مرشد کی شرائط اور خوبیوں کا بخوبی علم ہوتا ہے۔ دعوت و ارشاد کے اہل مرشد کیلئے لازم اس طرح کی صفات کا تذکرہ میر سید محمد نوربخشؒ کی اکثر کتابوں میں ملتا ہے۔ کتاب الفقہ الاحوط، کشف الحقائق، اور دیگر کتب میں بھی جا بجا وہی اصطلاحات، وہی فصاحت و بلاغت اور اسی انداز میں مرشد کی صفات بیان ہوئی ہیں۔ جب ہم دیگر عرفانی اور فلسفیانہ لٹریچر کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ صفات انسان کامل کے مرتبے سے قریب تر افراد کی صفات معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن نہ جانے کیوں ہم اہلیت اور صفات سے ہٹ کر کچھ ثانوی شرائط اور توجیہات کو اولیت اور فوقیت دینے کی کوشش کرتے ہیں۔

جب ہم میر سید محمد نوربخشؒ کی اصل تعلیمات کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ انتہا درجے کی میرٹ پسندی پر کاربند تھے۔ یہی وجہ ہے کہ شیخ محمد اسیری لاہیجیؒ کی تعریف و توصیف کا حق ادا کرتے ہیں جن کا آپ کے ساتھ صرف مرید و مرشد کا روحانی تعلق تھا، لیکن آپ لاہیجیؒ کو فرزند جانی کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ بالکل اسی طرح کتاب صحیفۃ الاولیاء میں نوربخشؒ اپنے ہم عصر تمام اولیائے کرام کا بھی اسی انداز میں ہر ایک کے مقام و مرتبت کے مطابق تعارف فرماتے ہیں۔ اس فہرست میں چند ایسے اولیائے کرام کے نام بھی ہیں جن سے حضرت امیر کی ملاقات بھی نہیں ہوئی۔ یہ ہے نوربخشؒ کا معیار کہ اہلیت معروضی شرائط، صفات اور عروج روحانی پر منحصر ہے نہ کہ محض نسب، تعلق، اثر و رسوخ، یا کسی بھی قسم کے ظاہری جاہ و جلال پر۔ ہاں ایک مثالی مرشد کیلئے نسب، تعلق، اور جلال و جمال کی دیگر ظاہری صفات سے بھی متصف ہونا بہتر ہے، لیکن یہ شرط نہیں۔

سید محمد نوربخشؒ کے اس خط ارشاد کا ترجمہ اسیری لاہیجیؒ کی اپنی مشہور کتاب 'مفاتیح الاعجاز فی شرح گلشن راز' مطبوعہ انتشارات زوار، تہران (۱۳۷۱ھ) کی صفحات ۵۸۶ تا ۵۸۷ پر موجود متن کے مطابق کیا گیا ہے۔ خط کے متن سے قبل لاہیجیؒ کے اپنے تعارفی کلمات بھی شامل ہیں۔

سید محمد نوربخشؒ کی طرف سے تبلیغ اور دعوت و ارشاد کا اجازت نامہ بنام شیخ محمد گیلانی لاہیجی اسیریؒ:

ا...... لاہیجیؒ کی تقریظ:

طریقت کے بزرگوں کا طریقہ جو مرشدان کامل ہیں یہ ہے کہ پرخلوص مرید کو خدمت، عزلت (تنہائی)، خلوت اور صحبت جو کہ طریقت کے چار ارکین ہیں، کی تربیت فرمائے اور وہ مرید اپنی فطری قابلیت کے مناسب اور لائق کمال درجے تک پہنچے تو خواہش کرے کہ الٰہی اشارے سے اس مرید کو مخلوق کو دعوت و ہدایت دینے پر مشغول کرے۔ تب ارشاد کا اجازت نامہ جو اس کے کمال کے شایان شان ہے اس کے لیے لکھتے ہیں کہ تاکہ قابل سالک جان لے کہ اس دعوت و ارشاد الٰہی کا اشارہ اور کسی کامل کے حکم سے ہے نہ کہ نفس کی خواہشات اور مرتبہ کے طلبگار دکھاوا کرنے والے شیخوں کی طرح جو خود ساختہ شیخ بناوے کہ اس کے پیروی کرنے والے مریدین ہو۔

یہ عاجز سولہ سال ان حضرت کی خدمت اور ملازمت میں رہا اور انہی کے حکم پر کبھی خدمت کرتا رہا اور کبھی تنہائی اور گوشہ نشینی اختیار کی۔ اور ارشاد کی تین اجازتیں معنوی حالات کے مختلف مراحل میں تین دفعہ اس فقیر کیلئے لکھی ہیں۔ تبلیغ کی اجازت والی عبارت جو آپ نے آخری دفعہ لکھی تھی بطور تبرک اور نیک شگونی موقع کی مناسبت سے بیان کی جاتی ہے اور وہ یہ ہے:

۲...... خط ارشاد کا متن:

اکمل اولیاء، فحول علماء، مشاہیر، محققین، عرفاء، اعاظم سلاطین، امراء، طالبین، قابلین، خواص، عوام، جمہور امت سید الانام! اللہ تعالیٰ انہیں مرشدین کی معرفت اور کاملین کی محبت تک پہنچائے (آمین) کو سلام!

سلام کے بعد مطلع کیا جاتا ہے کہ حامل رقعہ ہذا جناب تجلی مآب، قدوۃ المکاشفین، عمدۃ الواصلین، زبدۃ المحققین، خلاصۂ علماء الراسخین، نقاوۃ الاولیاء المرشدین، مفخر الکاملین، فرزندِ جانی شیخ محمد گیلانی اللہ تعالیٰ ان کی برکات تجلیات و کمالات کو ہمیشہ قائم رکھے، جوانی میں علم ظاہری کسب کرنے کے بعد جذبۂ الہیہ کے تحت اس فقیر کی صحبت میں پہنچا۔ توبہ و انابت کے شرف سے مشرف ہو کر مجھ سے ذکر خفی لیا، خدمت، عزلت اور صحبت جو اربابِ طریقت کا وظیفہ ہیں، کی شرائط کی رعایت کرتا رہا، ان مقدماتِ مقبول کے نتائج جیسے اطوارِ سبعۂ قلبیہ، انوارِ متنوعۂ غیبیہ، مکاشفات، مشاہدات، معائنات، تجلیاتِ آثاری، افعالی، صفاتی اور ذاتی، عوالم لطیفۂ ملکوتی و جبروتی کی ربانی، الوہی و سرمدی سالوں میں سیر و پرواز، عالمِ نور اور شرابِ طہور کے سمندروں سے سکر و مستی، فنا فی اللہ، بقا باللہ، توحید علمی و عیانی کے حقائق میں مظہریت، کلیت و معرفت، اسماء و صفاتِ الٰہی سے اتصاف، اعیان سے یگانگی و ظہور میں واصلین کامل و مرشدین مکمل میں سے بن گیا ہے۔

انہوں نے اس فقیر کی صحبت میں رہ کر سالکین کی تربیت کی ہے، واقعات و رویا کی تعبیر بتائی ہے، ان کی ولایت کی برکت سے سالکین کو اطوار، انوار، مکاشفات اور تجلیات نصیب ہوئی ہیں۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے یہ دولتِ عظمیٰ اور سعادتِ کبریٰ انہیں کرامت فرمائی ہے، اب اشارتِ الٰہی کے بموجب فرزند مذکور کو اجازت دی جاتی ہے کہ وہ بندگانِ خدا کو حق تعالیٰ کی طرف دعوت دیں، ان کی راہنمائی کریں، طالبین و قابلین سے توبہ و بیعت قبول کریں اور تلقینِ ذکر خفی قوی جو شرائط سے مشروط ہے، اور جسے میری صحبت میں انہوں نے دیکھا اور سمجھ لیا ہے اور متعدد اربعینات میں خود اسی پر عمل پیرا ہوا ہے، پر مواظبت کرے اور پڑھے، اربعین کے لئے بیٹھے اور سالکین کو بھی اربعین کے لئے بٹھائے، علوم شرعی، فقہ، حدیث، تفسیر، اور تصوف وغیرہ جن میں اپنی نسبت اس فقیر سے درست کر لی ہے، وہ سالکین کی طرف منتقل کرے۔

دوسروں کے لئے یہ (ہدایت) ہے کہ موصوف کو مذکورہ کمالات میں راسخ اور متعین جانے، ان کی صحبت کو غنیمت سمجھے، ان کے مبارک انفاس کو تمام دینی ابواب (معاملات) میں قبول کرے، جس طالب یا خوش بخت میں توبہ و بیعت کا داعیہ ہو، ان کے ہاتھ کو میرا ہاتھ تصور کر کے بیعت و انابت کرے، ان کی ملازمت، صحبت، خدمت، اور نصیحت کو کبریتِ احمر اور اکسیرِ اعظم تصور کرے، انہیں معاصی کی ہلاکت سے نجات کا ثمرہ، حصول کمال کا ذریعہ اور سراپردۂ حضرتِ حق کے قرب کا موجب جانے۔

موصوف کے لئے ضروری ہے کہ بندگانِ خدا کی دعوت، تربیت، شفقت اور نصیحت میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرے۔ ہمیشہ ریاضت، مجاہدہ، اوراد اور وظائف میں وقت کی پابندی کرے، اور تمام اوقات میں قواعدِ شریعت اور آدابِ طریقت جیسا کہ انہوں نے دیکھا ہے، کی رعایت کرے اور جوانی و بڑھاپے میں ان میں کوئی فروگزاشت نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ اقطاب و افراد کے کمل اولیاء کے صدقے میں تمام امت محمدی کو کمل اولیاء و محققین عرفاء جو حضرت (محمد) مصطفیٰ و (علی) مرتضیٰ کے حقیقی وارث ہیں، کی متابعت اور مبایعت کے ذریعے نفسانی خواہشات اور شیطانی وساوس سے نجات دے کر کمالاتِ معنوی تک پہنچائے اور مرشدین کامل، کاملین مکمل، ہادیانِ سبل کو جادۂ شریعت و

سجادۂ طریقت پر استوار و مستقیم رکھے (آمین)۔

اجازت یافتہ مرشد کی ذمہ داریاں بیان کرتے ہوئے اس خطِ ارشاد میں جو کچھ ارشاد فرمایا گیا ہے وہ نہایت قابلِ غور ہیں۔

☆ اس مرشد کا کام یہ ہے کہ خدا کے بندوں سے دعوت، تربیت، شفقت اور نصیحت میں کوتاہی نہ کرے۔

☆ ہمیشہ ریاضتوں، مجاہدوں، اور اوراد و اوقات پر پابندی کرے۔

☆ ہر وقت اور ہر جگہ شریعت کے قاعدوں اور طریقت کے آداب جو خود اپنے مرشدِ کامل سے دیکھے ہیں ان کی رعایت کرے یعنی ان کا خیال رکھے۔

☆ جوانی اور بڑھاپے میں ذرہ برابر ان ذمہ داریوں کی بجا آوری میں کمی نہ کرے۔

اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ آئینہ نوربخشی کے تحت مسلکِ نوربخشیہ کے پیروکار کامل مرشد کی مریدی کو تزکیہ نفس اور ارتقائے روحانی کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ لیکن اس مقصد کیلئے کامل مرشد کا تحقق ہونا اولین شرط ہے اور کامل و مکمّل مرشد کی شرائط و صفات بیان فرمانے میں میر سید محمد نوربخشؒ نے کسی قسم کی کسر نہیں چھوڑی اور جامع صفات مرشد کے کمالات، خصوصیات، درجات، شرائط، اور ذمہ داریاں سبھی تواتر، تسلسل اور استناد کے ساتھ ہمارے سامنے رکھ دیں۔ اس قدر استناد کے ساتھ مرشد کی صفات اور شرائط کی موجودگی میں شاید ہمیں کسی قسم کے شک وشبہ اور غلط فہمی کا شکار ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ بس معیار پر اصرار کیجیے، کامیابی و کامرانی مقدر ہوگی۔

خطِ ارشاد کس کو، کب، اور کیسے ملتا ہے، اسے کون دے سکتا ہے، ان سوالات کا جواب اسیری لاہیجیؒ نے خود جامع انداز میں اس خطِ ارشاد کی تعارفی عبارت میں دیا ہے۔ اگرچہ کسی بھی متن کے ترجمے میں وہ لذت اور معنویت برقرار رہنا تو کافی مشکل ہوتا ہے، لیکن قارئین کے استفادے اور تفہیم کیلئے ان دستاویزات کا عام فہم زبان میں منظرِ عام پر لانا بھی ضروری ہے۔ امید ہے کہ اہلِ علم قارئین اس ضمن میں کسی بھی قسم کی کوتاہی کو درگزر فرما کر اس کی اصلاح کریں گے۔

بقیہ: فضائل و مسائل طہارت

طہارت کے مدارج سے ہر مسلمان کو گزرنا ہوگا حصولِ طہارت اہلِ اسلام پر فرض ہے۔ ایمان کے مختلف مقامات میں ایک طرح کا تفاوت اور ترتیب پائی جاتی ہے۔ اگر ایک شخص چاہتا ہے کہ سب سے اوپر کے درجے اور مقام پر فائز ہو تو پہلے اسے نیچے کے درجے سے گزرنا ہوگا۔ مثلاً جب تک کوئی شخص دل کو ذمائم اخلاق سے پاک نہیں کرتا اور اس میں محاسنِ اخلاق کی تخم ریزی نہیں کرتا، یہ کیونکر ممکن ہے کہ ایک ہی حیثیت میں تطہیر سر کے مقام تک رسائی حاصل کرے اس کے لیے تو اسے لامحالہ برسوں محنت کرنا پڑے گی اور اپنے آپ کو معاصی و مناہی کی ہر ہر صورت سے دست کش رکھنا ہوگا۔ تب کہیں جا کر یہ مقام ملے گا۔ اب جس شخص کے سامنے درجات و مقامات کی یہ ترتیب نہیں ہے۔ وہ تطہیر و پاکیزگی کے اس مقام پر پھنس کر رہ جائے گا۔ جس کی غرض و غایت اس کے سوا کچھ نہیں کہ ہاتھ منہ دھویا جائے غسل واستنجا کا اہتمام کیا جائے اور پہننے کے کپڑے صاف ستھرے رہیں۔ یہ شخص تطہیر ظاہر کے جذبات میں کھویا رہے گا اور فقط وہم وغلو میں الجھا رہے گا۔ لیکن یہ جان نہیں سکے گا کہ ان کے علاوہ بھی کوئی طہارت و پاکیزگی کا کوئی اعلیٰ وارفع مقام بھی ہے۔

(تعلیمات غزالی ۹۳)

صاف ستھرا رہنا اور پاکیزگی اختیار کرنا خدائی صفت ہے

اللہ تعالیٰ خود پاکیزہ ہے اور پاکیزگی کو پسند فرماتا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے: ان اللہ تعالی جمیل ویحب الجمال ستحی یحب السخاء تطیف یحب انتظامۃ. بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی ذات نہایت زیبا ہے زیبائی کو پسند کرتا ہے وہ سخی ہے سخاوت کو پسند کرتا ہے۔ وہ پاکیزہ ہے پاکیزگی کو پسند کرتا ہے۔ (نہج الفصاحہ ص ۶۹۰)

پاکیزگی ایسا خوبصورت عمل ہے کہ اس عمل کے ذریعے انسان تطہیر و تزئین حاصل کرتا ہے۔ بلاشبہ یہ محبوب ترین عمل ہے اللہ تعالیٰ بھی پاک رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ جو شخص اس صفت سے متصف ہے پاکیزہ ہے۔ جب کوئی اس سے شغف رکھتا ہے تو وہ بھی فرشتہ صفت بن جاتا ہے اور خزانہ قدرت کے حصہ دار اور لطائف خداوندی کا نوالہ خور بن جاتا ہے۔ (جاری ہے۔۔۔)

احوالِ صوفیا

حضرت امام احمد غزالیؒ

(قسط دوم)

غلام حسن نوربخش

امام یافعی مرات الجنان میں لکھتے ہیں۔

احمد غزالی ان کی بلاغت، نیک نیتی اور شیریں زبانی کی وجہ سے عوام الناس میں بہت مقبول تھے۔ ایک بار انہوں نے سلطان محمود کے سامنے تقریر کی تو انہوں نے خوش ہوکر ایک ہزار دینار دیا۔ وہ پرلطف وعظ کرتے تھے۔ خوبصورت، صاحب کرامات اور اشارات کے مالک تھے۔ انہوں نے بہت سے ملکوں کی سیاحت کی۔ صوفیہ کی خدمت کی اور انہوں نے آپ کی خدمت کی۔(۱)

حافظ سلفی کہتے ہیں کہ میں ہمدان میں احمد غزالی کی مجلس حاضر تھا۔ ہم ایک حویلی میں مقیم تھے۔ ہمارے درمیان محبت اور دوستی تھی۔ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ ہوشمند تھے اور لوگوں میں گفتگو کے لحاظ سے سب سے زیادہ مضبوط وتوانا تھے۔ اسی طرح وہ علم فقہ میں بھی دانا تھے۔(۲)

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر:

امام احمد غزالی دوسروں کو وعظ فرمایا کرتے تھے۔ اس مقصد کیلئے آپ دور دراز کا سفر بھی اختیار کرتے تھے۔ وعظ ونصیحت میں جو کچھ فرماتے خود بھی ان پر عمل کرتے تھے۔ زکریا قزوینی لکھتے ہیں۔ ایک آدمی نے ایک طوائف کو مقررہ رقم کے عوض ایک رات اپنے ہاں بلانا چاہا تاکہ اس سے جنسی خواہش پوری کرے۔ جب امام احمد غزالی کو اس ارادے کی بھنک پڑگئی تو آپ خود اس فاحشہ عورت کے پاس گئے اور اس آدمی سے زیادہ رقم دے کر عورت کو اپنے ہاں لے آئے۔ عورت کو گھر کے کسی علیحدہ کونے میں بٹھا کر خود نماز پڑھتے رہے۔ یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ تب آپ نے عورت کو اس کے گھر پہنچایا۔ اس طرح آپ نے اپنی گرہ سے رقم خرچ کر کے دو آدمیوں کو گناہ سے باز رکھا۔(۳)

دین میں سہولت:

شیخ ابونجیب سہروردیؒ فرماتے ہیں کہ ایک دنیادار حضرت شیخ احمد غزالیؒ کے پاس آیا جب کہ ہم اصفہان میں تھے۔ وہ ان سے خرقہ حاصل کرنا چاہتا تھا۔ حضرت شیخ نے اس شخص سے فرمایا کہ تم فلاں آدمی کے پاس جاؤ وہ تمہیں خرقہ کا اصل مفہوم بتائے گا پھر جب تم واپس آؤ گے تو میں تمہیں خرقہ پہناؤں گا۔ اس گفتگو میں آپ کا اشارہ میری طرف تھا چنانچہ وہ شخص میرے پاس آیا۔ میں نے اسے خرقہ کے حقوق سمجھائے اور ضروری آداب بھی سمجھادیئے کہ اس کے پہننے کا حقدار کون ہے۔ اس آدمی کو خرقہ کے یہ حقوق بہت مشکل معلوم ہوئے اور اسے پہننے سے ہچکچانے لگے۔ حضرت شیخ کو جب یہ معلوم ہوگیا کہ میری باتوں سے اس کے خیالات میں تبدیلی پیدا ہوگئی ہے تو آپ نے مجھے بلا کر ملامت فرمائی اور فرمایا کہ میں نے تمہارے پاس اسے اس لئے بھیجا تھا کہ تم اس سے اس طرح گفتگو کرو جس سے اس کے دل میں خرقہ پہننے کی رغبت زیادہ ہوجائے مگر تم نے اس طرح گفتگو کی کہ اس سے اس کی ہمت پست ہوگئی گو تم نے جو باتیں کی تھیں وہ سب درست تھیں۔ خرقہ پوشی کے ضروری حقوق تو وہی ہیں لیکن اگر ہم مبتدی کیلئے یہ سب چیزیں ضروری قرار دے دیں تو وہ بدک جائے گا اور تمام فرائض ادا نہیں کرسکے گا لہذا ہم اسے خرقہ پہنائیں گے تاکہ وہ ہماری جماعت کے مشابہ ہوجائے۔ اس طرح وہ انہیں کے بھیس میں ہوگا تو وہ ان کی مجالس اور محفلوں میں شریک ہوسکے گا۔ ان کی محبت کی برکات سے اور ان کی عادات واطوار کو دیکھ کر ان کے مسلک پر چلنا پسند کرے گا یوں ان بزرگوں سے کچھ نہ کچھ فیض ضرور حاصل کریگا۔(۴)

اس واقعے میں یہ سبق پنہاں ہے کہ دین میں جو سہولت

موجود ہے اس سے فائدہ اٹھایا جائے۔ بے جا سختی ہرگز نہ کی جائے تاکہ آدمی بقدر وسعت وظرف دین برحق سے فائدہ حاصل کرے اور دین میں سختی دیکھ کر دین ہی سے بدظن نہ ہو جائے۔

امام احمد غزالیؒ اور امام محمد غزالیؒ:

حضرت شیخ احمد غزالیؒ اور محمد غزالیؒ دونوں سگے بھائی تھے۔ حضرت امام محمد غزالیؒ عمر میں بڑے تھے۔ امام محمد غزالیؒ تصوف کی ضخیم کتابوں احیاء العلوم، کیمیائے سعادت، المنقذ من الضلال، حقیقت علم، حقیقت روح انسانی، اور السلام وغیرہ کے مصنف ہیں۔ پہلے نظامیہ بغداد میں استاد تھے اور فتوے لکھ لکھ کر اسی کی آمدنی سے گزر بسر کرتے تھے پھر جذبہ حق کی بدولت نہ صرف تعلیم وتدریس سے منہ موڑ لیا بلکہ فتویٰ فروشی فلسفیانہ موشگافی اور دوسرے مشاغل کو خیر باد کہا اور فلسفہ اور علم کلام کی تردید میں ال منقذ من الضلال لکھ کر دین بیزار فلاسفہ کا ناطقہ بند کر دیا۔ آپ نے نہ صرف تاریخ وفلسفہ بلکہ دین اسلام کا رخ موڑ دیا۔ اسلام مخالف، اباحت پسند اور فسق وفجور میں مشغول رہنے والے لوگوں کو رشد وہدایت اور حق وصداقت کی راہ دکھائی۔ آپ کے علمی دلائل نے اس زمانے کے فلسفیوں، منطقیوں اور کلامیوں کے فاسد نظریات کی بیخ کنی کر دی تھی۔ اگرچہ کچھ لوگوں نے امام غزالیؒ کے افکار کی تردید میں کچھ کتابیں ضرور لکھیں لیکن امام صاحب کے آگے ان کے دلائل کی کوئی حقیقت نہیں تھی چنانچہ ان کے زمانے میں اسلام اور تصوف کو رونق اور نشاۃ تو حاصل ہوا وہاں دین اسلام کے متعلق طرح طرح کے خدشات اور شکوک وشبہات کے اظہار کا سلسلہ بند ہو گیا۔ یہ سب امام غزالیؒ کی کوششوں، تجربات اور علمی مرتبے کی بدولت تھا اور امام صاحب کو یہ استعداد تصوف وعرفاں سے حاصل ہوا تھا جس کا وہ اپنی کتابوں میں جابجا ذکر کرتے تھے اور گمراہی سے ہدایت کی طرف آمد قرار دیتے تھے۔ امام صاحب کو تصوف سلسلہ ذہب کے شیخ طریقت اور اپنے چھوٹے بھائی امام احمد غزالیؒ سے حاصل ہوا جو حضرت ابوبکر نساج طوسی کے مرید تھے۔ امام صاحب کے تصوف کی طرف متوجہ ہونے کے جو واقعات تاریخی کتابوں میں ملتے ہیں انہیں ذیل میں سلسلہ وار درج کیا جاتا ہے۔

ا۔ رسول اللہ کی ثالثی:

ایک دفعہ امام غزالیؒ اور احمد غزالیؒ کے درمیان کسی بات پر تکرار ہوئی۔ امام محمد غزالیؒ نے اپنے بھائی سے کہا کہ اگر تم شریعت میں اتنی کوشش کرتے تو شاید بہت اچھے درویش بن جاتے۔ احمدؒ نے جواب دیا کہ اگر آپ بھی اتنا اہتمام راہ معرفت میں کرتے تو بڑے عقلمند اور حکیم ہوتے۔ امام محمد غزالی نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ میدان حقیقت میں سبقت مجھے حاصل ہے۔ احمد نے جواب دیا یہ تو آپ کا خیال خام ہے اس قسم کے خیالات کی بازار معرفت میں کوئی حیثیت نہیں۔ امام غزالیؒ نے کہا کہ یہ دیکھنے کیلئے کہ ہم میں سے کون آگے ہے کسی کو منصف مقرر کرتے ہیں احمد نے جواب دیا تمام حکیموں اور منصفوں کے حاکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں لہذا ہم انہیں منصف مقرر کرتے ہیں۔ امام محمد غزالی نے کہا ہم نہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ سکتے ہیں اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتیں سن سکتے ہیں۔ شیخ احمد نے جواب دیا کہ جو حقیقت سے بے بہرہ ہو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہرگز دیکھ نہیں سکتا اور نہ آپ کی بات سن سکتا ہے۔ یہ سنتے ہی امام محمد کے دل میں آگ لگ گئی ازفرط غیرت سے دل جل گیا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم مقرر کیا گیا اور رات کو دونوں اپنے اپنے خلوت خانوں میں بیٹھ گئے۔ امام محمد غزالی نے بہت زیادہ گریہ وزاری کی اور عالم ذوق وشوق میں دامن رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لپٹ کر بہت روئے۔ اچانک رویا میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک خادم کے ہمراہ دروازے سے اندر تشریف لا رہے ہیں۔ آپؐ نے امام کو حقیقت آشنائی کی بشارت دی اور دوسرے ہاتھ میں ایک خوان تھا جس پر غلاف چڑھا ہوا تھا ایک کونے سے اسے سرکا کر اس میں سے کچھ خرما امام کے ہاتھ میں تھما دیئے۔ امام اپنے حال میں واپس آئے تو وہ خرما اپنے ہاتھ میں موجود پائے۔ فوراً اٹھے اور شاداں وفرحاں احمد غزالی کی خدمت میں پہنچے اور فرط مسرت سے زور زور سے دق الباب کیا۔ شیخ نے اندر سے کہا کہ وہ

تین خرما کے ملنے پر اس قدر ناز کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ امام نے سوچا کہ تھا کہ اس رویا کے بارے میں شیخ کو کچھ علم نہیں ہے۔ جب یہ بات سنی تو حیران رہ گئے۔ دروازہ کھول کر اندر پہنچے تو شیخ سے پوچھا کہ آپ کو کیسے پتہ چل گیا کہ مجھ پر یہ لطف و کرم اور بندہ نوازی ہوئی ہے۔ شیخ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے لطف و کرم سے جب تک سات مرتبہ مجھ سے نہ پوچھا خرما آپ کو عنایت نہیں فرمائے اگر اس کی تصدیق چاہتے ہیں تو الماری میں رکھے اس خوان کو دیکھو۔ آپ نے اٹھ کر دیکھا تو وہی سر پوش خوان تھا اور اس کے ایک کونے سے چند خرما کم تھے جو انہیں عنایت کیے گئے تھے۔ امام غزالیؒ کو معلوم ہو گیا کہ دیدار کی سعادت آپ کی برکت اور فیض سے حاصل ہوئی ہے۔ اس واقعے کے بعد آپ (امام محمد غزالیؒ) نے سلوک میں قدم رکھا۔ (۵)

۲۔ اعتراف:

ایک صوفی قزوین سے طوس آیا اور حجۃ الاسلام امام غزالیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اپنے بھائی شیخ احمدؒ کے بارے میں پوچھا۔ اس صوفی نے جو کچھ وہ جانتا تھا بتا دیا۔ پھر پوچھا کیا تمہارے پاس ان کا کلام بھی ہے۔ انہوں نے ایک جزو نکال کر آپ کو دکھایا۔ آپ نے دیکھنے کے بعد فرمایا سبحان اللہ جس کو ہم طلب کرتے ہیں شیخ احمد اسے پا چکے ہیں۔ (۶)

نماز بے حضور:

ایک دن امام محمد غزالیؒ نے اپنے بھائی سے شکایتاً کہا کہ مختلف گروہوں اور شہروں سے لوگ محض اس لئے یہاں آتے ہیں کہ میرے پیچھے دو رکعت نماز ادا کریں اور تم میرے بھائی اور میرے قریبی ہوتے ہوئے میرے پیچھے نماز ادا نہیں کرتے۔ آپ نے جواب دیا کہ اگر آپ نماز کی امامت کریں اور نماز کو مکمل کرنے کی کوشش کریں تو میں آپ کی اقتدا میں نماز ادا کروں گا۔ جب ظہر کا وقت ہوا اور جماعت کھڑی ہو گئی تو آپ بھی اپنے بھائی کی اقتدا میں نماز ادا کرنے لگے۔ نماز کے دوران نماز توڑ کر باہر نکل گئے اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ نماز دوبارہ پڑھ لی۔ جب نماز سے فارغ ہونے کے بعد امام محمدؒ نے سرزنش کی تو آپ نے فرمایا میں نے اپنی شرط کے تحت عمل کیا تھا جب تک آپ نماز میں مشغول رہے میں نے اقتدا کی اور جب آپ اونٹ کو پانی پلانے چلے گئے تو میں بغیر امام کے نماز ادا نہ کر سکا۔ امام محمدؒ پر رقت طاری ہوئی اور کہا سبحان اللہ خدا وند راطائفہ از دوستان بودہ اند کہ جواسلیس قلوب اند۔ میرے بھائی سچ کہتے ہیں کہ نماز کے دوران میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ اونٹ کو پانی دیا ہے یا نہیں دیا ہے۔ اور یہ بات (نور معرفت) سے میرے بھائی کو معلوم ہو گئی۔ (۷)

۳۔ کشف الاحوال:

تاریخی کتابوں میں مرقوم ہے کہ ایک دفعہ امام غزالیؒ کو ان کے معتقدین ایک مقررہ جگہ پر ڈھونڈ رہے تھے جہاں ملاقات کا وعدہ ہوا تھا مگر امام وہاں موجود نہ تھے۔ یہ بڑا پر آشوب زمانہ تھا معتقدین سمجھے کہ آپ کو آپ کے دشمنوں نے قتل کر دیا ہے اور اس قسم کے خدشے ظاہر کرنے لگے۔ ایک شخص نے شیخ احمد غزالیؒ سے بھائی کے متعلق پوچھا تو آپ نے کہا اخی فی الدمہ اس سے معتقدین اور بھی پریشان ہوئے۔ تلاش بسیار کے بعد ایک مسجد میں آپ کو موجود پایا اور آپ کے جسم پر خون کا کوئی نشان تک نہ تھا۔ حیران ہو کر آپ سے تمام واقعہ سنا ڈالا۔ آپ نے کہا کہ احمد درست کہتے ہیں۔ کچھ دیر قبل میں خون استحاضہ کے بارے میں غور کر رہا تھا اور میں اتنا غرق تھا کہ مجھے اپنے وجود کا احساس تک نہ تھا۔ (۸)

مراجع و مصادر: ۱(مقدمہ سوانح ص ۶) ۲(مقدمہ سوانح ص ۷)
۳(آثار البلاد ص ۴۱۵) ۴(عوارف المعارف ص ۲۳)
۵(مقدمہ سوانح ص ۵ وطرائق الحقائق جلد دوم ص ۶۶۸)
۶(نفحات الانس ص ۴۰۵)
۷(مقدمہ سوانح ص ۴ وطرائق الحقائق جلد دوم ص ۵۶۷)
۸(نفحات الانس ص ۴۰۴، طرائق الحقائق جلد دوم ص ۵۶۷)

احوالِ صوفیا

حضرت شیخ معروف کرخیؒ

مولانا شکور علی انور

شیخ المشائخ عارف زمان قطب الاقطاب حضرت شیخ معروف کرخی علیہ الرحمہ عالم تصوف و عرفان کا ایک درخشندہ ستارہ ہیں۔علم وعرفان ومعرفت کے امام ہیں۔ پیر طریقت مقتدائے شریعت اور پیشوائے حقیقت ہیں۔صوفیان فقر وفنا کے رہبر ورہنما ہیں۔آپ ایک صاحب کمال بزرگ اور اسلام کا عظیم سپوت گزرے ہیں۔علم و فضل میں اعلیٰ مرتبہ پر فائز تھے۔شریعت وطریقت اور فقہ وتفسیر کے اسرار رموز کے بحر ناپیدا کنار تھے۔ظاہری وباطنی علوم میں یگانۂ روزگار تھے۔اولیاء دین اور صلحاء اسلام کی حیات اور آثار علم واخلاق کی رہنمائی کے ذرائع ہیں۔ان کی تعلیمات، ان کے کشف وکرامات ایمان افروز اثرات کے حامل ہوئے ہیں۔ ان کی زندگیاں ہر بندہ بشر کی رہنمائی کے لیے ہیں اور دین مبین کی اشاعت سے وابستہ رہی ہیں۔

شیخ المشائخ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی بھی قرآن وسنت اور علوم ومعارف علمی وروحانی کی درخشانیوں سے عبارت ہے۔آپ کی حیات گرامی پر بہت سے فضلاء نے تبصرہ وتبلیغ کی ہے۔ یہاں ان کی زندگی کے چند اہم اور فکر انگیز پہلوؤں کو قلمبند کرتے ہیں:

ابتدائی حالات زندگی:

حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ عالی مرتبت مقتدائے تصوف گزرے ہیں۔آپ کا نام نامی معروف اور کنیت ابوالمحفوظ ہے۔ والد کا نام فیروزان ہے۔والد عیسائی مذہب سے تعلق رکھتا تھا۔آپؒ معروف بن فیروز کے نام سے مشہور ہوئے۔خطیب بغدادی لکھتے ہیں حضرت شیخ معروف کرخی کے والد ملک عراق کے علاقہ واسط کے ایک گاؤں کے رہنے والے تھے اور صابی مذہب کے پیرو تھے۔

امام قشیری فرماتے ہیں کہ آپ کے والدین نصرانی تھے بچپن میں جب والدین نے ان کو پڑھنے کے لیے بھیجا تو ان کے معلم نے تثلیث کی تعلیم دیتے ہوئے ان سے کہلوانا چاہا ثالث ثلاثہ۔ تین خداؤں میں سے ایک خدا! تو معروف نے اس عالم کی اصلاح کرتے ہوئے کہا کہ نہیں ایسا نہیں بلکہ وہ تو ایک ہے، یکتا خدا ہے۔اس کا کوئی شریک و ہمسر نہیں۔ اس پر وہ معلم آگ بگولہ ہوگیا اور آپ کو اتنا زدوکوب کیا کہ آپ سخت نڈھال ہوئے۔والدین کے حضور جانے سے راہ فرار اختیار کی۔(۱)

بعض آپ کو ایرانی نژاد لکھتے ہیں۔عبداللہ جبوری نے حاشیہ مناقب میں بغدادی الاصل لکھا ہے۔کتابی صابی اور ایک روایت کے تحت نصرانی تھے قریہ واسط کے اہل نہروان سے تعلق رکھتے تھے۔

قبول اسلام:

فطرتاً آپ کی طبیعت مائل بحق تھی۔ لیکن ظاہری اثرات کے مطابق عیسائی مذہب پر تھے۔والدین کے عیسائی ہونے کی بنیاد پر ان کو نصرانی مکتب میں بھیجا گیا جب ان کو تین خداؤں کے بارے میں تعلیم دی گئی تو ان کے بھائی عیسیٰ بیان کرتے ہیں کہ معروف استاد کی اصلاح کرتے ہوئے کہتے، احد، احد۔تو اس بات پر استاد ان کی خوب پٹائی کرتا تھا۔ یہاں تک کہ ایک دن حسب معمول اصلاح کی تو ان کی سخت پٹائی کی ان کے منہ پر تھپڑ مارے گئے، تب معروف مدرسے سے چھپ کر بھاگ نکلے اور بالکل غائب ہوگئے۔آپ کے والدین سخت پریشان تھے۔ ہر طرف ڈھونڈا، بہت تلاش کی مگر کوئی پتہ نہ چلا۔اس وقت آپ کی والدہ روتی ہوئی پکارتی تھی کہ کاش معروف بیٹا لوٹ کر آجائے اور دعا کرتی تھی کہ اللہ تعالیٰ معروف کو واپس لوٹا دے۔تو وہ جس دین پر قائم ہوگا ہم بھی اس کی پیروی کریں گے۔ چنانچہ جب آپ گھر سے بھاگ کر کرخ بغداد پہنچے۔حضرت امام رضا علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔اور ان کے دست اقدس پر ایمان لاکر دائرہ اسلام

میں داخل ہوئے اور اسلام کی بنیادی تعلیمات حاصل کیں۔ پھر ان سے بیعت کا شرف بھی حاصل کر کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے اور ان کے مریدین میں شامل ہوگئے۔ شریعت اور طریقت کے علوم سے خوب فیض پایا اور گھر واپس آکر اپنے والدین کا بھی ذریعہ نجات بنے۔ گھر پہنچے تو دروازے پر دستک دی۔ پوچھا گیا کون؟ جواب دیا معروف۔ والدہ نے پوچھا کس دین کو پسند کیا اور کون سے طریقہ پر راضی ہو؟ کہا میں اللہ کے دین اسلام پر پھر والدہ نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوئی۔ ادھر والد کی آنکھوں میں روشنی آنے کے ساتھ ساتھ دل میں بھی ایمان کا نور بھر گیا اور والد نے بچے کے ہمراہ امام علی رضا علیہ السلام کے ہاں حاضری دی۔ قبول اسلام کے بعد عمر بھر ان کے ہی ہو کر رہ گئے۔ آپ اور آپ کے والد حضرت امام کے دربان اور خادم رہے۔(۲)

حضرت سید علی ہجویری لکھتے ہیں کہ ابتداء میں حضرت معروف کرخیؒ غیر مسلم تھے۔ علی ابن موسیٰ الرضا کے ہاتھ پر ایمان لائے اور ان کی نظر میں بڑی قدر و منزلت پائی۔(۳)

اور آپ کے ہی فیضان علوم و عرفان سے فیضیاب رہے۔ انہی کی نظر و کرم کی بدولت آپ کمالات ظاہری و باطنی سے بہرہ ور ہوگئے۔(۴)

علامہ ابن جوزی لکھتے ہیں حضرت شیخ معروف کرخیؒ حضرت امام رضا علیہ السلام ہی سے علوم شرعی سیکھنے کے بعد طریقت، حقیقت اور معرفت کے علوم سے بھی بہرہ مند ہوگئے۔ آپ اس حد تک کمال کو پہنچے کہ آپ کے بعد آپ ہی امام کے روحانی اور معنوی خلیفہ بن گئے اور مریدین کو ہدایت و تبلیغ اور سالکین کی تعلیم و ارشاد میں آپ خاصی مہارت رکھتے تھے۔(۵)

بغداد کے مشہور عرفاء کرام میں حضرت معروفؒ، سری سقطیؒ اور جنید بغدادیؒ کے نام نامی سر فہرست ہیں یہ تینوں بزرگ ہستیاں علمی رشتوں کے ساتھ باطنی رشتوں اور تعلیم و تربیت کے سلسلوں میں بھی کڑی بہ کڑی منسلک ہیں۔ حضرت جنیدؒ، سری سقطیؒ کے اور سریؒ معروفؒ کے شاگرد، مرید اور خلیفہ ہیں۔(۶)

امام قشیری لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ معروف مدرسہ صوفیہ بغداد کے صدر معلم تھے اور آپ کا مسلک صوفیہ تھا۔ آپ قدمائے مشائخ میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ بغداد کے پیش رو مشائخ کی لمبی فہرست ہے۔ لیکن ان سب کا استاد اور شیخ سری سقطیؒ تھے اور حضرت سقطیؒ کا مرشد اور استاد حضرت شیخ معروف کرخیؒ ہیں۔ اس طرح معروف کرخیؒ اپنی نظریاتی حصار میں صوفیانہ تعلیمات کا مرکز و منبع اور رئیس المشائخ ہیں۔(۷)

بغداد میں سریؒ وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے تصوف کے ذریعے توحید کا درس عام کیا اور پہلے پہل حقیقت کا علم لوگوں کو سکھایا۔ وہ اشارات علم و عرفانی میں بھی بغدادی مسلمانوں کے رہنما تھے۔ قشیری بتاتے ہیں کہ سریؒ کو جو کچھ ملا معروفؒ سے ملا۔ جو زہد و ورع میں، بلندی فکر اور علم توحید میں یکتائے روزگار تھے۔(۸)

آپ چونکہ مادر زاد ولی تھے۔ فطرتاً طبیعت میں حق پرستی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔

علم و فضل:

حضرت شیخ معروف کرخیؒ تمام علوم و حکمت کا خزانہ اور حقیقت و معارف کا سر بستہ راز تھے۔ سراپا علم و فنون، کمالات عالیہ اور جمالات فاضلہ کا پیکر تھے۔ علم لدنی اور معرفت روحانی کے علاوہ علم ظاہری میں بھی کم مرتبہ نہ رکھتے تھے۔ (۹)

چنانچہ علامہ خطیب بغدادی لکھتے ہیں حضرت یحییٰ بن معین اور حضرت امام احمد بن حنبل جیسے حافظان حدیث ان کے پاس آکر مسائل اور احادیث نقل کرتے تھے۔ لیکن حق یہ ہے کہ جس کا آئینۂ قلب جمال حقیقت کی ضیاء باریوں سے عکس پذیر ہو رہا ہو، اس کے لیے علوم رسمیہ کی اہمیت ثانوی ہو کر رہ جاتی ہے۔ ظاہری سند اور ظاہری علوم میں کسب کمالات کا معنوی و روحانی عظمت کے مقابلے میں کوئی اعتبار نہیں ہے۔

ایک مرتبہ امام احمد بن حنبلؒ کے صاحبزادے نے اپنے پدر

بزرگوار سے پوچھا کیا حضرت معروف عالم بھی تھے؟ آپ نے ارشاد فرمایا اے بیٹے! ایسامت کہوان کے پاس علوم کا نچوڑ اور علم کی جڑ تھی۔ یعنی وہ علوم کا منبع اور علمی دنیا کا سرمایہ تھے۔

سید علی ہجویری لکھتے ہیں۔ آپ مشائخ کبار میں شمار ہوتے ہیں۔ حلیمی طبع اور خلوص طاعت کے لیے مشہور ہیں۔ (۱۰)

حضرت شیخ معروف فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے آقا سے سماک کے وعظ کا تذکرہ کیا کہ کہتے تھے کہ جو شخص اللہ کی طرف مکمل توجہ کرتا ہے اللہ بھی اس کی طرف مکمل توجہ کرتا ہے اور لوگوں کی توجہات بھی اس کی طرف فرما دیتا ہے۔ جو آدمی اللہ سے توجہ ہٹاتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے توجہ پھیر لیتا ہے اور لوگوں کی نظروں میں بھی گرا دیتا ہے۔ جو شخص اس میں کمی کرتا ہے اور کبھی کبھی خدا کو یاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے کبھی کبھی رحمت سے نوازتا ہے۔ تو ان کا یہ کلام میرے دل میں بیٹھ گیا۔ تب حضرت امام رضاؑ نے فرمایا اگر تم نصیحت حاصل کرنا چاہو تو تیرے لیے یہی کافی ہے۔

حضرت معروف تمام علوم متداولہ میں مہارت رکھتے تھے۔ تمام علوم ظاہری اور باطنی میں بلند مرتبہ کے حامل تھے۔ آپ ایک ولی کامل، مرشد حق شناس ہونے کے علاوہ ظاہری علوم وفنون میں اعلیٰ درجہ پر فائز تھے۔ آپ کی حیثیت و مرتبہ کا سبھی کو اعتراف تھا۔ حتیٰ کہ یہود اور نصاریٰ بھی آپ کی علمی اور روحانی وجاہت کے مداح تھے۔ اپنے زمانے میں فضل وکمال میں بے مثال درجے پر پہنچے ہوئے تھے۔ ان کے مقام کو بڑے بڑے اولیاء نے خوب پہچانا ہے۔ بڑے بڑے مرشدینِ حقیقت ان کا ذکر خیر کرتے ہوئے پائے گئے ہیں۔ چونکہ آپ آسمان فقر و سلوک پر درخشندہ خورشید کی مانند طلوع ہوئے اور فرزنداں فقر و فنا کے دلوں پر مسلسل چمکتے دمکتے رہے اور مرجع خلائق بنے رہے۔ یوں روحانی سلطنت کے والی متوالی کی حیثیت اختیار کر گئے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ تمام مذاہب ادیان میں برابر شہرت و منزلت رکھتے تھے اور آپ مستجاب الدعوات تھے۔ (۱۱)

حضرت شیخ معروف کرخی اپنے روح پرور اعمال و عبادات میں مشغول رہے اور امام مرشد کی خدمت کرتے رہے۔ مگر حیرت یہ ہے کہ ان اوصاف و کمالات کے باوجود کوئی تالیف یادگار نہ چھوڑ سکے۔ تاہم ان سے احادیث کی بہت سی روایات منقول ہیں، جن کو راقم نے سوانح معروف کرخیؒ میں شامل کیا ہے اور تمام احادیث کو ترجمے کے ساتھ شامل کتاب کر دیا ہے اور یہ کتاب زیر طبع ہے۔

معروف کرخیؒ کے استاد و مشائخ:

جن اساتذہ کرام اور مشائخ عظام کے علوم و فیوض سے آپ کی زندگی پر گہرے اثرات مرتب ہوئے، ان کے علمی و شخصی وقار اور مرتبوں سے بھی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ شیخ معروف کی پاکیزہ حیات کی تشکیل میں کیسے کیسے اہل علم وعرفان کا ہاتھ ہے۔ ان کے مشائخ و مرشدین میں حضرت امام علی رضاؑ، حضرت شیخ حبیب عجمیؒ، حضرت شیخ داؤد طائی، حضرت ابو نعیم صفہانیؒ اور حضرت شیخ ابن سماکؒ قابل ذکر ہیں۔ (۱۲)

شیخ معروف کرخیؒ کا سلسلہ:

حضرت شیخ ابو المحفوظ معروف کرخی کا روحانی سلسلہ نو پشتوں سے مقتدائے عالم، پیغمبر اکرم، سرور دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جاملتا ہے۔ آپ کا سلسلہ تصوف کی دنیا میں سلسلۃ الذہب، سونے کی زنجیر اور ام السلاسل کے ناموں سے پہچانا جاتا ہے۔

گلہائے عقیدت:

حضرت شیخ معروف کے بارے میں دنیا کی کئی معروف و مشہور شخصیات عرفاء صلحاء اور علماء دانشوروں نے کلمات ثنا ادا کیے ہیں:

حضرت داتا گنج بخش فرماتے ہیں:

آپ جوان مردی میں معروف تقویٰ وانابت میں مشہور تھے۔ آپ کے مناقب و فضائل بہت ہیں۔ فنون علم میں آپ مقتدائے زماں تھے۔ (۱۳)

حضرت فرید الدین عطار فرماتے ہیں: حضرت شیخ معروف کرخیؒ مقتدائے طریقت و پیشوائے حقیقت تھے۔ (۱۴)

شاہ نعمت اللہ ولی لکھتے ہیں:

باز شیخ سری بود معروف
چوں سری او بود مکشوف

قاسم غنی ایرانی محقق لکھتے ہیں: معروف پہنچا ہوا عبادت گزار اور رسوم شرعی کا پابند شخص تھا۔

حضرت احمد بن حنبل فرماتے ہیں: معروف کرخی ابدال میں سے تھے اور بڑے مستجاب الدعوات تھے۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: معروف کے اچھے اچھے واقعات ہیں اور لوگوں نے ان کی خوب تعریف کی ہے۔

شوستری نے لکھا ہے: ان کے مرقد منور کے واسطے سے لوگوں کی حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔ جملہ عوام و خواص میں ضرب المثل ہے۔ معروف کی قبر آزمودہ شدہ تریاق ہے۔

سمنانی نے کہا ہے: معروف مستجاب الدعوات تھے۔

امام ذھبی نے یوں لکھا ہے: ابو محفوظ بغدادی زاہدوں کا علم اور زمانہ کے لیے باعث برکت ہیں۔ آپ مشہور عارف باللہ ہیں۔ بڑی بڑی کرامات اور بلند احوال کے مالک ہیں۔ (۱۵)

امام نور بخشؒ لکھتے ہیں: آپ مقتدائے شریعت پیشوائے حقیقت ہیں۔ جو مریدین کو ارشاد کرتے اور سالکین کی تربیت میں ایک خاص مقام رکھتے تھے۔

حضرت امام غزالی فرماتے ہیں: حضرت جنید ان کے ماموں سری سقطی اور شیخ معروف کرخی کی سنت کے بنائے ہوئے انسانی سلوک کے قوانین کی اہمیت کو ضرور تسلیم کرتے تھے۔

کمالات و کرامات:

حضرت شیخ معروفؒ بڑے صاحب کمال بزرگ تھے۔ شوق کی فضاؤں میں اڑتے تھے۔ محبت و عشق خداوندی میں ہمیشہ غرق رہتے تھے۔ جذب و اشتیاق کی کیفیت طاری رہتی۔ ولایت عظمیٰ اور خلافت کبریٰ کے منصب پر فائز ہو گئے۔ چہار دانگ عالم میں آپ کی شہرت ہونے لگی۔ تاریخ بغداد اور سیر انبلاء وغیرہ کے حوالے سے ابن جوزی لکھتے ہیں: 'شیخ مصور کہتا ہے کہ حضرت شیخ معروفؒ کی مجالس میں اکثر بیٹھا کرتا تھا ایک دن اچانک ان کو حال طاری ہو گیا ان کا چہرہ متغیر تھا میں نے ان سے کہا ابا محفوظ! میں نے سنا ہے کہ آپ پانی کی سطح پر چل پڑتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ میں پانی پر نہیں چلتا بلکہ جب میں دریا عبور کرنے کی غرض سے کنارے پر پہنچتا ہوں تو دریا کے کنارے دونوں مل جاتے ہیں اور میں اس کو پار کر جاتا ہوں۔' راوی یہ بھی بیان کرتا ہے کہ ایک دن آپ چند لمحوں کے لیے غائب ہو گئے پھر ایسے غائب ہوئے کہ پھر آپ کا کسی کو بھی پتہ نہیں چلا کہ کدھر نکل گئے۔ انہوں نے پوچھا کہ کل آپ کہاں چلے گئے تھے فرمایا کہ تمہیں ایسے معاملات سے کیا غرض ہے۔ جن سے تمہارا کوئی تعلق نہیں۔ اور نہ ان کے پوچھنے سے تمہارا کوئی فائدہ ہے۔ بات وہی پوچھنا اچھا ہے جس سے کوئی فائدہ ہو اور اس کی ضرورت ہو۔ انہوں نے خدا کا واسطہ دے کر پوچھا کیوں کہ آج ان کے چہرے پر ایسا زخم کا نشان تھا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ آپ کہیں سے پھسل گئے ہیں۔ جس پر شیخ نے نہایت نرمی اور محبت سے نزدیک ہونے کو کہا۔ میں نے نزدیک ہو کر تعظیم کی اور عرض کی یا ابا محفوظ! کل آپ یہاں سے چلے تھے تو آپ کے چہرے پر کوئی نشان نہ تھا آج یہ نشان کیسے نمودار ہو گیا؟ آپ نے فرمایا تم کس راز کے بارے میں پوچھ رہے ہو خدا تجھے معاف کرے میں نے اصرار کرتے ہوئے پوچھا تو آپ نے بتایا۔ اف اف تو مرجا تو مجھے اللہ کا واسطہ دے کر خدا کے ساتھ مخالفت کی دعوت دے رہا ہے۔ آپ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کہ میں رات کے پچھلے پہر وہاں نماز پڑھ رہا تھا میں نے چاہا کہ حرم کا طواف کروں اس دوران مکہ کے قلب میں تھا پھر زم زم پر اترا تاکہ اس سے سیراب ہو جاؤں پانی پیتے ہوئے میرا پاؤں پھسل گیا اور دروازے پر گر گیا جس کی وجہ سے میرے چہرے پر یہ زخم کا نشان پڑ گیا۔

ایک دفعہ بارش کی سخت ضرورت پڑی۔ آپ کے بھتیجے یعقوب نے عرض کی کہ اے ابا محفوظ! آپ ذرا بارش کے لیے دعا کیجیے۔

باقی صفحہ نمبر 06 پر

تعارف و تبصرہ کتب

کتاب نوربخشیہ

غلام حسن نوربخش

سید محمد نوربخش باکوری کے فرضی نام کی تالیف شدہ ''کتاب نوربخشیہ'' نامی ایک فارسی کتاب 1928 میں جالندھر سے شائع ہوئی اس کتاب کے سرورق (جلد) پر ''مصنفہ و مولفہ سید قاسم شاہ ساکن کہرکو علاقہ خپلو تحصیل اسکردو ریاست کشمیر'' درج ہے۔ جبکہ صفحہ اول پر ''ھذا کتاب نوربخشیہ من تصنیف سید محمد نوربخشیہ باکوری ۸۲۶ ھ'' درج ہے۔ کتاب 128 صفحات پر مشتمل ہے بلتی براڈ کی عربی و فارسی بلکہ بعض جگہ اردو میں لکھی ہوئی کتاب ہے یہ ایک بار شائع ہوئی ہے۔ اس کے قلمی نسخے کا ابھی تک کوئی سراغ نہیں ملا ہے۔

اگر اس کتاب پر سید محمد نوربخش کا نام لکھا ہوا نہ ہوتا اور جلد کی طرح اس کا مصنف سید قاسم شاہ ہی کو ظاہر کیا ہوا ہوتا تو چنداں مضائقہ نہ تھا مگر اس کو یہاں میر سید محمد نوربخش کی تالیف دکھایا گیا ہے۔ حالانکہ یہ کتاب تاریخی حقائق کی بناء پر میر سید محمد نوربخش کی ہرگز نہیں بلکہ یہ اپنے مضامین اور مشمولات کی بناء پر بھی میر سید محمد نوربخش کی ہرگز نہیں ہے پہلے ہم تاریخی حقائق کی روشنی میں اس کا جائزہ لیتے ہیں پھر اس کے مضامین و مشمولات نذر قارئین کریں گے۔

تاریخی لحاظ سے رو:

1- کسی تاریخی کتاب سے ثابت نہیں کہ میر سید محمد نوربخش نے نوربخشیہ نامی کوئی کتاب لکھی ہو ہاں البتہ نوریہ کے نام سے ایک کتاب ضرور موجود ہے اور یہ غلط عنوان سے ایران سے شائع ہو چکی ہے نیز میں نے چند قلمی نسخوں کی مدد سے اسے مدون کیا تھا پھر اس کا ترجمہ پہلے نوائے صوفیہ میں قسط وار شائع ہوا اب کتابی شکل میں چھپ چکی ہے بلتستان میں اس کے دو قلمی نسخے راقم السطور اور مرحوم سید شریف آف غورسے کے پاس موجود ہیں۔

2- سلسلۂ نوربخشیہ کا نام میر سید محمد نوربخش کی زندگی میں نوربخشیہ نہیں پڑا بلکہ یہ آپ کی وفات کے بعد پڑا جبکہ اس کتاب میں نوربخشیہ کا نام کئی جگہ موجود ہے۔

3- مصنف میر سید محمد نوربخش نہیں بلکہ کوئی اور شخص ہے۔ مصنف خود لکھتا ہے۔

این دعا گوی سید محمد نو ر بخش بن عبد اللہ ذریت اسحاق باکوری است یعنی یہ دعا گو سید محمد نوربخش بن عبداللہ اسحاق باکوری کی اولاد میں سے ہے۔ حالانکہ سلسلۂ کے مؤسس میر سید محمد نوربخش کے والد کا نام محمد اور دادا کا نام عبداللہ ہے آپ باکور سے نہیں بلکہ قہستان سے ہیں۔

4- مصنف لکھتا ہے کہ سید علی ہمدانی نے شافعی مذہب ترک کر کے روش نوربخشیہ سیکھا اور ذخیرۃ الملوک کو رد کیا۔

امیرسیدعلی همدانی...روش نوربخشیه آموخته، مذهب شافعی را گذاشته و کتاب ذخیرة الملوك راردوقدح فرموده کتاب مودة القربی در تقویت مذهب صوفیه معروف به نوربخشیه ۸۲۶تصنیف نموده بنیابت مجتهد العصر والزمان نوربخش است.(۱)

کتنی مضحکہ خیز بات ہے کہ:

الف) شاہ ہمدان ذوالحجہ 786 میں فوت ہوئے جبکہ زیر تبصرہ کتاب 826 میں لکھی گئی۔ اس طرح شاہ ہمدان اپنی وفات 786 کے 40 سال بعد لکھی ہوئی کتاب کے مصنف کے ہاتھ پر کیونکر تبدیلی مذہب کر سکتے ہیں؟

ب) یہ اس لئے بھی غلط ہے کیونکہ سید محمد نوربخش 795 میں پیدا ہوئے جو شاہ ہمدان کی وفات 786 کے 9 سال بعد کا واقعہ ہے ایک ایسے شخص کے ہاتھ پر ایمان لانا کیونکر ممکن ہے جو ابھی رحم مادر میں بھی

منتقل نہ ہوا ہو۔

5- ذخیرۃ الملوک سید علی ہمدانی کی شہرۂ آفاق کتاب ہے جس کے متعدد عالمی زبانوں میں تراجم ہوئے ہیں متعدد بار مکرر اشاعت کے علاوہ اس کے سینکڑوں قلمی نسخے بھی موجود ہیں اس کے بارے میں نوربخشیہ کا مصنف ہرزہ سرائی کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ سید علی ہمدانی نے 826 میں سید محمد نوربخش کے ہاتھوں مذہب صوفیہ معروف بہ نوربخشیہ سیکھنے کے بعد اس کی تردید کی اور مودۃ القربیٰ، ذکریہ، اورادیہ اور دعوات الصوفیہ لکھی۔ (۲)

کتنی عجیب بات ہے کہ 826ھ آنے سے 40 سال پہلے 786 میں امیر کبیر کی وفات ہوئی ہے جب مصنف 40 سال پہلے فوت ہو چکا ہو اس کی غیر موجودگی میں تردید کیسی؟ نوربخش کی ولادت سے 9 سال پہلے امیر کبیر کا وصال ہوا ہے وصال کے 40 سال بعد نوربخش کے جوان ہونے پر 826 میں ان کے ہاتھوں پر نوربخشیہ سیکھنا کیوں کر ممکن ہے؟

6- میر شمس الدین عراقی کے بارے میں لکھتے ہیں سلطان الکاشفین، مطلوب العارفین، شیخ محمد عراقی بت شکن میر شمس الدین کہ در بت شکنی چون خلیل است (۳)

7- میر شمس الدین کی ولادت کے بارے میں اختلاف ہے کچھ مورخین 884ھ اور کچھ 833ھ اور کچھ 826 بتاتے ہیں ہمارے نزدیک 826ھ ہی صحیح ہے کتاب کی تصنیف اور عراقی کی پیدائش ایک ہی سال میں ہوئی ہے ابھی ابھی پیدا ہونے والا شیر خوار بچہ کس طرح سلطان الکاشفین مطلوب العارفین، شیخ محمد عراقی بت شکن بن گیا؟

8- عراقی کو شمس الدین کا لقب شاہ قاسم فیض بخش نے دیا تھا یہ غالباً 870ھ کے بعد کا واقعہ ہے اور یہ سال کتاب کی تصنیف 826 کے 44 سال بعد پیش آنے والا واقعہ ہے جو کتاب میں کس طرح درج ہو سکتا ہے؟

9- تاریخی حقائق کے مطابق شمس الدین عراقی کو شمس الدین کا خطاب والئ سکردو مقپون بوخا نے 911 میں دیا تھا یہ سال تصنیف سے 85 سال بعد کا واقعہ ہے۔ 826 میں پیدا ہوتے ہی عراقی شمس الدین کیسے بن گئے؟

10- اسی طرح مصنف نے 360 بت خانوں اور مندروں کی تخریب کا ذکر کیا ہے یہ واقعات عراقی کی کشمیر میں دوسری بار آمد یعنی 902 سے وفات یعنی 932 تک کے دوران پیش آئے ہیں یہ واقعات 76 سے 106 سال بعد پیش آئے ہیں یہ واقعات اس کتاب میں کیسے لکھے جا سکتے ہیں جو ابھی پیش ہی نہیں آئے؟

11- نوربخش کا انتقال 869 میں ہوا ہے کتاب کے مطابق اسے 826 میں تالیف کیا گیا ہے جبکہ اس میں درج ذیل لوگوں کا نام بھی درج ہے جو سال تالیف کے بہت بعد آئے اور گزرے ہیں۔

نام اشخاص	سال وفات	فرق
شاہ قاسم فیض بخشؒ	927	کتاب کی تصنیف کے 101 سال بعد
شمس الدین عراقیؒ	826 کتاب کی تصنیف کے سال پیدا ہوئے	
دانیال شہیدؒ	حدود 900 میں کتاب لکھنے کے 74 سال بعد پیدا ہوئے	
شمس الدین رشیدؒ	-	-
میر حسن راہنماؒ	-	-
شہاب الدین قسطلانی	923	97
محسن فیض کاشانی	991	165
ملا علی قاری	1014	188
نوراللہ شوستری	1019	193
عبدالقادر بیدل	1054	228
بہاؤالدین آملی	1030	
مرزا مظہر جان جاناں	1195	369
شیخ احمد احسائی	1233	407
سید کاظم رشتی	1259	433
ابوتراب کاکوری	1275	449

یہ سارے لوگ اور ان کی کتابوں کا نام کتاب کی تصنیف 826 کے بعد کی ہے جو ایک سال سے 400 سال تک کی مدت پر محیط ہے۔

کیا دنیا میں اس کی کوئی نظیر ملتی ہے کہ کسی مصنف نے ایسی کتابوں، لوگوں، مذاہب، اوزان، سکوں کا نام اور اقتباسات اپنی کتاب میں درج کیا ہو جو ابھی منصۂ شہود پر آئی ہی نہیں؟ اس کتاب کے جعلی ہونے کے لئے یہی اندراجات ہی کافی ہیں۔

12- میر سید محمد نوربخش کے زمانے میں اردو زبان موجود نہیں تھی نوربخش کے انتقال 869 کے تقریباً 300 سال بعد اردو زبان وجود میں آئی تفصیل کے لئے دیکھئے اردو ادب کی مختصر تاریخ از سلیم اختر۔

حیرت سے اپنا منہ پیٹ لیجئے کہ اس کتاب میں اردو الفاظ و محاورات کے علاوہ پورا ایک باب اردو میں ہے۔ جبکہ شاہ سید کے زمانے میں اردو زبان کا ہی وجود نہ تھا اسی باب میں نوربخشیہ کو شیعوں کا بیسواں فرقہ ظاہر کیا گیا ہے پورا باب اردو زبان میں ہے جہاں نوربخشیہ کو ''امامیہ صوفیہ معروف بہ نوربخشیہ'' لکھا گیا ہے۔ اسی صفحے کے حاشیے پر فارسی میں لفظ صوفیه و امامیه متفاوت اند و معنی واحد اند یعنی ''لفظ صوفیہ وامامیہ الگ الگ لفظ ہیں جبکہ ان کا معنی ایک ہے۔'' لکھا ہے اردو متن میں حاشیہ بھی اردو میں ہونا چاہیے۔ مگر یہاں الٹی گنگا بہتی ہے جو نہ صرف پورے باب کو بلکہ پوری کتاب کو مشکوک بناتا ہے۔

13:۔ اس میں رائج انگریزی اوزان، پیمانے، جو شاہ سید کی وفات 869 سے 405 اور اس کتاب سے تصنیف 826 سے 447 سال بعد غالباً 1857 میں جنگ آزادی کے بعد رائج ہوئے، ان کا ذکر ہے حالانکہ یہ اوزان اور پیمانے برصغیر میں انگریزوں کی آمد کے بعد رائج ہوئے تھے۔

تعلیماتِ نوربخش کے منافی:

کتاب نوربخشیہ تاریخی لحاظ سے ہی ناقابل اعتبار ہی نہیں بلکہ اس کے مندرجات سے اس کا جعلی ہونا اور ناقابل عمل ہونا اظہر من الشمس ہے۔ ذیل میں تعلیماتِ نوربخش سے متصادم صرف چند باتیں درج کی جاتی ہیں۔

میر سید محمد نوربخشؒ نے فقہ احوط میں اہل قبلہ کی تکفیر کو ناجائز قرار دیا ہے نیز فقہ احوط میں تنگ نظری اور توہم پرستی بالکل نہیں لیکن زیر تبصرہ کتاب میں انہی باتوں کی فراوانی ہے مثلاً:

1۔ اوراد فتحیہ کے ایک لفظ کا منکر کافر ہے۔(۴)
جبکہ فقہ احوط کے مطابق اوراد و وظائف مستحب ہے۔

2۔ شب برات کو مزاروں پر چراغ روشن نہ کرنے والا کافر۔(۵)
جبکہ فقہ احوط میں صرف نماز شب برات کا ذکر ہے۔

3۔ سنی کا ذبیحہ مکروہ ہے۔(۶)
حالانکہ قرآن و حدیث اور فقہ سے کسی کلمہ گو کے ذبیحہ میں کوئی فرق نہیں۔

4۔ تراویح جماعت سے نہ پڑھنے والے کے لئے جنت حرام ہے۔(۷)
جبکہ فقہ احوط میں کوئی سزا نہیں۔

5۔ کسی کلمے یا اس کے حصے کا انکار حرام اور کفر ہے۔(۸)
دیکھا آپ نے! کیا یہ کتاب اور فقہ احوط ایک شخص کی ہوسکتی ہے؟ دونوں میں مسائل مذکور ہیں ایک میں اس قدر تنگ نظری دوسری میں ایسی کوئی بات سرے سے موجود نہیں۔

6۔ قرآن پاک کا فیصلہ ہے کہ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ اُخْرٰی (قیامت کے روز لوگ) ایک دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھائیں گے۔ اور
تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ
جو امتیں گزر گئی ہیں ان کے لیے وہی ہے جو انہوں نے کمایا تمہارے لیے وہی ہے جو تم نے کمایا۔

لیکن اس قرآنی اصول کے خلاف نوربخشیہ کا مصنف لکھتا ہے کہ:

...حسنات یهودیان ونصرانیان، وخوارجان ونواصبان وروافض در اعمال مومنان ثابت گردانیده و سیئات مومنان در اعمال یهود ونصری وخواج ونواصب وافض ثابت گردانیده عوض هرفرد مومنان ده یا

سی افراد از یهود و نصاری وخوارج و نواصب در دوز خ اندازد (۹)

یہودیوں، عیسائیوں، خارجیوں، نواصب (سنی)، روافض (شیعہ)، کے اعمال مومنین کو دیئے جائیں گے اور مومنین کی برائیاں یہود، نصاریٰ، نواصب (سنی) اور روافض (شیعہ) کو دیئے جائیں گے ایک ایک مومن کے بدلے میں دس دس یا تیس تیس یہود، نصاریٰ، نواصب، اور روافض دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔

7۔ فقہ احوط کی رو سے پاؤں وضو کے وقت پاک ہو تو پاؤں کا مسح اور اگر ناپاک ہو تو پاؤں کا دھونا فرض ہے اس کتاب میں پاؤں کا مسئلہ یوں لکھا گیا ہے۔

غسلتین و مسحتین شد فرض عین هرکه باشد منکر آن نیست جز دیو لعین گاهی باشد قدمش زبوی نجس خبث عین پس نیت مسح شستن گشت آن فرض عین. (۱۰)

یعنی دو اعضاء (ہاتھ اور منہ) کا دھونا اور دو اعضا (سر اور پاؤں) کا مسح کرنا فرض عین ہے جو اسے نہ مانے وہ ملعون وشیطان ہے کبھی پاؤں نجاست سے خبث عینی بن جائے تو اس کا مسح کی نیت سے دھونا فرض عینی ہے)

8۔ فقہ احوط کی رو سے اگر وضو کے وقت پاؤں پاک ہو تو اس پر مسح کرنا فرض ہے اگر ناپاک ہو تو دھونا فرض ہے اس کتاب کے مصنف کا فتویٰ ہے کہ اگر پاؤں واجب سمجھ کر دھوئے اگر چہ 60یا70 سال بھی اس طرح پاؤں دھو کر نماز پڑھی ہو وہ ساری نمازیں باطل ہیں۔ (۱۱)

دیکھا آپ نے کس قدر فقہ احوط اور کتاب نوربخشیہ میں فرق ہے؟ کیا یہ دونوں ایک ہی شخص کی تصنیف ہو سکتی ہے؟

9۔ فقہ احوط کی رو سے نماز تراویح نفل ہے یہ انفرادی یا اجتماعی دونوں طریقوں سے پڑھی جا سکتی ہے یہ بھی مسلمہ مسئلہ ہے کہ نفل پڑھنے سے ثواب ملتا ہے نہ پڑھنے کا کوئی مواخذہ نہیں یہ صورت حال انفرادی یا اجتماعی دونوں کے لئے ہے مگر اس کتاب کا مصنف یہاں ایک جھوٹی اور وضعی حدیث نقل کرتا ہے۔

من ترک الصلوۃ التراویح بالجماعۃ حرم له الجنۃ و حل له النار (۱۲) جو تراویح باجماعت پڑھنا چھوڑ دے اس کے لئے جنت حرام اور جہنم حلال ہے۔

سوال یہ ہے کہ ایک نفل نماز باجماعت نہ پڑھنے خواہ انفرادی طور پر پڑھ لے اس کے لئے اس قدر وعید کیوں؟ کیا یہ مسلمہ اسلامی اصول نفل کے خلاف نہیں؟ کیا یہ حدیث قرآن وسنت اور اسلامی تعلیمات کے خلاف نہیں؟ کیا فقہ احوط میں بھی اس قسم کی جھوٹی حدیثیں موجود ہیں؟

10۔ سلسلہ نوربخشیہ میں تقلید ضروری نہیں بلکہ یہاں مرید و مرشد کا نظام ہے تاہم عالم ربانی کی پیروی واطاعت ضروری ہے مجتہد اعلم کا کوئی تصور موجود نہیں ہے خواہ ایسا مجتہد اعلم زندہ ہو یا فوت ہو چکا ہو کتاب نوربخشیہ کا مصنف مجتہد کی تقلید واجب بتاتا ہے اور تقلید کے احکام وہی نقل کرتا ہے جو موجودہ زمانے کے شیعہ مجتہدین اپنے اپنے توضیح المسائل میں درج کرتے ہیں۔

ہمارے خیال میں یہ کتاب شروع سے آخر تک جعل سازی کا شاہکار ہے۔ سید قاسم شاہ صاحب نے خود اپنے قلم سے لکھا جو جو مواد دوسری کتب ورسائل سے ملا انہیں ترتیب دے کر کتاب کو مکمل کر لیا اور کتاب کی تکمیل کے بعد اس پر سید محمد نوربخش اور 826 کا سال لکھ کر شائع کر دیا ساتھ ہی اس مظلوم مذہب کا نام کبھی مذہب صوفیہ کبھی صوفیہ نوربخشیہ اور کبھی امامیہ صوفیہ معروف بہ نوربخشیہ لکھا اور ستم ظریفی یہ کہ اسے شیعہ بائیس فرقوں میں سے بیسواں فرقہ قرار دیا۔

انا اللہ و انا الیہ راجعون .

مراجع ومصادر:

۱(نوربخشیہ ص۶)
۲(نوربخشیہ ص۶)
۳(نوربخشیہ ص۶)
۴(نوربخشیہ ص 42)
۵(نوربخشیہ ص55)
۶(نوربخشیہ ص91)
۷(نوربخشیہ ص53)
۸(نوربخشیہ ص10)
۹(نوربخشیہ ص122)
۱۰(نوربخشیہ ص23)
۱۱(نوربخشیہ ص-22-23)
۱۲(نوربخشیہ ص53)

احادیث نبویؐ

ایفائے عہد اور احادیث نبویؐ

غلام حسین چھوربٹ

حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

☆ وعدہ پورا کرنا انسان کے ذمہ فرض ہے۔

☆ منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بولے گا جھوٹ بولے گا، جب وعدہ کرے تو پورا نہیں کرے گا اور جب کوئی امانت دی جائے تو خیانت کرے گا۔

☆ وعدہ قرض کی طرح ہے۔

☆ جس کے لیے وعدہ نہیں اس کے لیے دین نہیں۔

☆ قیامت کے دن وعدے کے بارے میں ضرور پوچھا جائے گا۔

☆ مومن صادق القول اور وعدہ وفا کرنے والا ہے۔

ماضی کے جھروکوں سے:

حلفیہ اقرار نامہ کریس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجب ۱۴۰۲ھ بمطابق 8 مئی 1982ء

میں ایک مومن مسلمان ہونے کی حیثیت سے بلا جبر و اکراہ کسی کے اس امر کا از تہہ دل اقرار کرتا ہوں کہ میں مذہب صوفیہ نوربخشیہ کے اصول و فروع پر کاربند ہوں۔ میرا قلبی میلان نہ اس گروہ کی طرف ہے جس کے اصول دین کی ابتدا اول توحید سے ہوتی ہے اور پنجم معاد پر اس کا اختتام ہوتا ہے۔ میرا قلبی میلان نہ اس گروہ کی طرف ہے جس کے اصول دین کا اختتام والقدر خیرہ و شرہ من اللہ تعالیٰ والبعث بعد الموت پر ہوتا ہے۔ میری تصدیق قلبی و اقرار لسانی میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ میں غیر صوفیہ نوربخشیہ کے خفیہ آلہ کار کی حیثیت سے کوئی معاوضہ نہیں لیتا ہوں۔ اگر قبل ازیں مذکورہ حیثیت سے غیر صوفیہ نوربخشیہ کی طرف سے جو کچھ بھی معاوضہ لے رہا ہوں گا تو آئندہ کے لیے ہرگز ہرگز نہیں لوں گا اور نہ ہی غیر صوفیہ نوربخشیہ کا آلہ کار رہوں گا۔ میں فروعی مسائل میں **مجموعہ شریعت محمدیہؐ (الفقہ الاحوط)** اور **دعوات صوفیہ** پر عمل پیرا ہوں اور **اصولی مسائل میں کتاب الاعتقادیہ** میں مندرج عقائد کا معتقد ہوں۔ اگر میرا قلبی میلان غیر صوفیہ نوربخشیہ کی طرف ہوا تو مجھ پر **لعنتہ اللہ والملئکہ والناس اجمعین** ہو اور بروز قیامت **میرا حشر سگان وخوکان (کتا اور خنزیر) کی صف** میں ہو۔

کل چونسٹھ علماء و رفقاء کے دستخط بشمول حضرت سید عون علی الموسویؒ (مرحوم) پیر نوربخشیہ، سید علی شاہ (مرحوم)، سید حبیب اللہ، سید حمایت علی، آخون علی ستروپی (مرحوم)، سید مختار حسین تھلکس، محمد نذیر کریس، علامہ محمد بشیر، آخون مہدی علی کریس (مرحوم)، مولانا عبداللہ، سید مختار، بدیع الزمان (مرحوم)، صوفی غلام محمد، غلام حسین نورانی تھلوی، مولوی محمد علی ڈاغونی، محمود کمال (مرحوم)، مولوی حبیب اللہ دم سم، محمد سلیم، سید محمد شاہ صاحب کریس، محمد اسماعیل کریس، سید خورشید پھڑاوا، سید امداد علی شاہ، محمد حسن نوری کریس، سید سعادت جان کورو، غلام نبی شاہین، سید فرخ حسین پھڑاوا، فقیر محمد ابراہیم صاحب خپلو، منشی نور علی (مرحوم)۔

❀ ☆ ✿ ☆ ❀

بقیہ: تصوف کی خبریں

صدارت جناب سید مہدی شاہ اور مہمان خصوصی آخوند موسیٰ علی حقانی تھے۔ محمد عاطف سیرا بتول اور دوسرے قصیدہ خوانون نے عقیدت کے پھول نچھاور کیے۔ تقریب سے محمد حسین، سید ہدایت، مولانا موسیٰ علی، سید مہدی شاہ اور سید ناصر حسین نے پرجوش انداز میں حضور کی سیرت پر روشنی ڈالی۔

رپورٹر: محمد اقبال سینوی

عبادات

فضائل و مسائل طہارت

مولانا شکور علی انور

تطہیر کے مدارج:

شمس السالکین حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ فرماتے ہیں طہارت کے درج ذیل مراتب ہیں۔ پہلا مرتبہ یہ ہے کہ جسم، لباس اور جائے نماز کو ظاہری ناپاکی سے پاک رکھا جائے۔ یہاں تک کہ ترشے ہوئے ناخن، کٹے ہوئے بال وغیرہ سے بھی پاک صاف رکھا جائے۔ یہ طہارت عام انسانوں سے متعلق ہے۔ دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ انسان اپنے اعضاء کو گناہوں کے ارتکاب سے پاک رکھے۔ یہ نیکو کار لوگوں کی طہارت ہے۔ تیسرا مرتبہ یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کو مذموم صفات کی کدورتوں سے پاک رکھے۔ سالکان راہ طریقت کے نزدیک طہارت کا یہی مطلب ہے جبکہ طہارت کا چوتھا اور (بلند ترین) مرتبہ یہ ہے کہ انسان اپنے دل کو غیر اللہ سے پاک رکھے۔ یہ طہارت صدیقین (اولیاء کاملین) کے ساتھ مخصوص ہے۔ یہ لوگ اس کے اہتمام و انہماک پر زور دیتے ہیں بلکہ یوں تعلیم دیتے ہیں کہ جس طرح نماز کے لیے ستر عورت کا ڈھانپنا ضروری ہے اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ باطنی عورت کا ڈھانپنا بھی ضروری ہے۔ یعنی انسان اپنے نفس کو حرص، حسد، بخل، خود پسندی، تکبر، ریاکاری اور دیگر مذموم صفات سے پاک کرے۔ یہ وہ چیزیں ہیں جنہیں عام مخلوق اور اللہ تعالیٰ دونوں سے چھپانا ضروری ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے انسان اپنی ان باطنی خامیوں کو عام لوگوں سے تو چھپا سکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ سے کس طرح چھپا سکے گا۔ اس کا ایک طریقہ یہ ہے کہ انسان نہایت عاجزی و انکساری کے ساتھ شرمندگی اور ندامت کا اظہار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے خوف سے لرزہ براندام رہتے ہوئے بارگاہ رب العزت میں حاضر ہو۔ اس کے بعد تمام جہات سے اپنی ہٹا کر ایک ہی قبلہ کی طرف منہ کرے۔

جس میں اس بات کی طرف اشارہ موجود ہے کہ انسان اپنے دل کو ماسوی اللہ کی محبت سے پاک کرے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کو اپنے دل کے خیالات اور رجحان کا قبلہ بنالے۔ بارگاہ رب العزت میں نہایت عاجزی، انکساری اور نیازمندی کے جذبات کے ہمراہ کھڑا رہے۔ اللہ تعالیٰ کی شان احدیت کی عظمت کے ظہور کے ذریعے تمام نفسانی خواہشات کے بت توڑ دے۔ (ذخیرۃ الملوک ص ۶۱)

باری تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ: ماجعل اللّٰہ لرجل من قلبین فی جوفہ (الاحزاب ۴) خدا نے کسی شخص کے پہلو میں دو دل نہیں بنائے۔ اس آیت سے یہ صداقت واضح ہوتی ہے کہ جو دل اللہ تعالیٰ نے ایک ہی مقدار میں بنایا ہے اور اس قابل بنایا ہے کہ اس میں صرف اللہ ہی کا خوف ہو اگر اس کے علاوہ دوسرا بھی ہوتا تو ہو سکتا ہے کہ غیر اللہ کا بھی خوف ہو۔ جب ایک ہی دل ہے تو اللہ ہی سے ڈرے۔ (کنز الایمان ح ۴)

دوسری بات اس سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ جس دل کو خدا نے اپنے ہی قابل بنایا ہے خدا کو چھوڑ کر کسی اور معبود کی محبت کا مقام کیسے ہو سکتا ہے؟ اگر معاملہ ایسا ہے تو انسان کو تبدیلی کی گنجائش پیدا کرنا ہوگی۔ اس کے بعد جو بھی توبہ نہ کرے تو اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا؟ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُکِّرَ بِاٰیٰتِ رَبِّہٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْھَا. اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِیْنَ مُنْتَقِمُوْنَ. (السجدہ ۲۲) اور اس کے بڑھ کر اور ظالم کون ہوگا اس کے رب کی آیتوں سے نصیحت کی گئی پھر اس نے اس سے منہ پھیر لیا۔ بے شک ہم مجرموں سے بدلہ لینے والے ہیں۔

باقی صفحہ نمبر 15 پر

دنیائے حکمت

دنوں کی تاثیر

م ش کوروی

نیک و بد کی تمیز:

چنانچہ حق تعالیٰ کیا خوب ارشاد فرما رہے ہیں:

فَالِقُ الْاِصْبَاحِ وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِo وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ o وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَo

(سورہ الانعام ۹۶_۹۸)

'وہ اللہ صبح کو نمایاں کرنے والا ہے۔ اس نے رات کو محلِ آرام ٹھہرایا۔ سورج اور چاند کو باعثِ حساب و اندازہ بنایا۔ یہ جاننے والے غالب خدا کی تقدیر ہے۔ وہ وہ ذات ہے جس نے خشکی اور پانی کے اندھیروں میں تمہیں راستہ دکھانے کے لیے ستارے پیدا کیے۔ تحقیق جاننے والی قوم کے لیے نشانیاں ہیں جس نے تم کو ایک ہی نفس سے پیدا کیا۔ اور پھر تمہاری جائے قرار اور جائے ودیعت کو مقرر کیا۔ بے شک ہم نے سمجھنے والی قوم کے لیے نشانیاں کھول کر بیان کر دی ہیں۔'

تو گویا انسان ہی کو یہ تعلیم ہے کہ ہر چیز کی خاصیت کو سمجھ کر دیکھ کر اور غور و فکر کر کے ان سے استفادہ کرے۔ اس لیے اہل علم و عرفان نے ہر چیز کی خاصیت دن رات کی نیک و بد تمیز کر کے علوم سامنے رکھ دیے ہیں۔ جن پر چلنا اہل تصوف و عرفان کا پیشہ ہے۔ روز وشب کے نیک و بد کے بارے میں مسلمانوں کا یہ کہنا بھی درست ہے کہ ہر دن اور ہر رات خدا کی ہے۔ کہ کل یوم ایام اللہ و کل لیل من عند اللہ ہر دن اور ہر رات خدا کی جانب سے ہے۔ اس بات پر شک کفر ہے لیکن باری تعالیٰ نے خود کلام مجید میں بعض ایسے امور میں نسبت کی عمومیت کو توڑ دیا ہے۔ چنانچہ باری تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ:

واللہ المشرق والمغرب فاینما تولوا فثم وجہ اللہ ان اللہ واسع علیم. (سورہ البقرہ ۱۱۵)

اور مشرق و مغرب کا مالک اللہ ہی ہے تم جدھر بھی رخ کرو ادھر ہی اللہ تعالیٰ کا رخ ہے۔

اس کے باوجود مسلمانوں کو بیت اللہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کا حکم ہے، جس کے بارے میں آیات وضاحت سے ملتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت ہی کتاب وحکمت کی تعلیم پر موقوف ہے۔ تو جو کام کتاب وحکمت سے معنون ہوگا، اس کا حکمت و دانائی کے عین مطابق انسان کے فائدے کے لیے ہونا متحقق ہوتا ہے۔ ظاہر ہے اسے اپنانا چاہیے تاہم جو کام انسان کرنے لگتا ہے اس کے آغاز کے لیے اچھا دن اچھی ساعت کا ہونا مستحسن سمجھا گیا ہے جو انجام بخیر اور آسان ہونے کے سلسلے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ دراصل تمام کام خدا تعالیٰ کی مرضی سے ہی انجام پذیر ہوتے ہیں۔ لیکن دن اور ساعت کی رعایت ملحوظ نہ رکھنے سے کام بے برکت ہو سکتا ہے۔ اس لیے آداب زندگی میں سے ایک یہ بات بھی ہے کہ کوئی کام بھی کرے، اچھا دن، اچھی ساعت او رمناسب تاریخ کا تعین کر کے کرے۔ اگرچہ اس راہ میں توکل کی اہمیت اور وثوق کو درخور اعتنا رکھنا واجب ہے۔ اچھی تدبیر کے بعد توکل نہایت ثمر آور ثابت ہو سکتا ہے، جو دراصل حقیقی اسلامی تعلیمات کا آئینہ دار ہے۔ لہٰذا نکاح کے شرعی امور سرانجام دینے کے لیے کسی بابرکت وقت دن تاریخ اور باسعادت مواقع کو مدنظر رکھنا اس کے آداب میں سے ہے۔ چنانچہ اس کے بارے میں صوفیہ نوربخشیہ کی تعلیم یہ ہے:

حضرت شاہ سید محمد نوربخشؒ کا فتویٰ:

کسی بھی کام کے آغاز سے پہلے چھا دن، اچھی ساعت، نیک وقت اور اچھے مواقع اور باسعادت اوقات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت شاہ سید محمد نوربخشؒ نے الفقہ الاحوط میں ارشاد فرمایا:

الانبیاء و الاولیاء والملوک والحکماء فلابد فیک من اختیار السعودۃ والا جتناب عن النحوسة بقدر الوسع۔

نکاح ایک عظیم الشان کام ہے جس میں انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام، بادشاہوں اور حکماء کا ظہور پذیر ہونا مندرج ہے۔ لہذا اس معاملے میں کسی باسعادت موقع کا اختیار کرنا باعث نحوست موقع سے پرہیز کرنا جہاں تک ہوسکے ضروری ہے۔

تو شاہ سید علیہ الرحمہ کے اس فتوے سے بات عیاں ہوگئی کہ کوئی سا شرعی کام جو انسان کے لیے مہتم بالشان ہو اس کے آغاز میں نیک و بد سعادت و نحوست کی تمیز کرنا ضروری ہے۔ اور آپ کا یہ فتویٰ قرآن وسنت کے عین مطابق ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں باری تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ونزلنا من السماء ماء مبارکا (سورہ ق ۹) اور ہم نے آسمان سے برکت والا پانی نازل کیا۔ یعنی وہ پانی جس میں انسان کے لیے خیر و برکت ہو۔ اور خوشگوار نیک فال ہو۔ عذاب اور بدی والا نہ ہو اور نحوست والا نہ ہو۔ اور سراپا رحمت ثابت ہو۔ (کنز الایمان)

اسی طرح خدا تعالیٰ کا فرمان ہے: اذ ارسلنا علیہم الریح العقیم (سورہ الذاریات ۴۱) جب ہم نے ان پر خشک آندھی بھیجی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسی آندھی بھیجی گئی جو خیر و برکت سے خالی تھی۔ منحوس اور نحوست والی تھی۔ لوگوں کو ہلاک کرنے والی اور مال و متاع کی بربادی کا سبب تھی۔ (کنز الایمان) ایسا ہی دوسری جگہ وارد ہے کہ :انا ارسلنا علیہم ریحا صرصرا فی یوم نحس مستقر (سورہ القمر ۱۹) بے شک ہم نے ان پر ایک سخت آندھی بھیجی ایسے دن میں جس کی نحوست ہمیشہ ہی کے لیے برقرار رکھی گئی۔ مطلب جس دن یہ عذاب آیا اس دن کی نحوست بھی ہمیشہ ہمیشہ رہنا ثابت ہوگئی۔ اب اس نحوست سے نہ بچنا ہلاکت کو دعوت دینا ہوگا۔

قرآن کریم کی دیگر آیات سے بھی رات اور باسعادت ایام کے وجود پر خوب ثبوت ملتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: انا انزلناہ فی لیلة مبارکة. (سورہ الدخان ۱) بے شک ہم نے اسے ایک برکت والی رات میں نازل کیا ہے۔ آج بھی برکت والی راتوں سے کون محروم ہونا چاہتا ہے۔ مومن تو ہر وقت ان بابرکت راتوں کی تلاش میں رہتے ہیں۔ اور ان کو پا کر سلامتی دنیا و دین سے سرفراز ہوتے ہیں۔ چنانچہ سورۃ القدر کی آیات یوں شہادت دے رہی ہیں کہ اس رات میں خیر و برکت نازل ہوتی ہے۔ دعائیں مقبول ہوتی ہیں ،دنیا کی کوئی پریشانی سلجھانے کا ارادہ ہوتو ان باسعادت ایام میں سدھار سکتے ہیں۔

صوفیہ نوربخشیہ کی مسلکی روش میں زندگی کے یہ آداب شامل ہیں۔ اہل تصوف آداب زندگی کے ہر اچھے پہلوؤں کو بصدق دل لازم پکڑے ہوئے ہیں۔ اس لیے حضرت علی علیہ السلام کے فرمان کے مطابق دنوں اور تاریخوں کی تاثیر اور کاموں کے لحاظ سے منتخب مواقع و ساعات ہیں جن کو قائل اعتنا سمجھا جاتا رہا ہے۔ دراصل ان ایام اور تاریخوں کی تاثیر خدائی حکمتوں کا حصہ ہے، جنہیں اہل علم نے کتاب و سنت سے حاصل کیا ہے۔ دنوں کی فضیلت و اہمیت کے پیش نظر جمعہ کو سید الایام ہونے اور جمعرات کو یوم الحوائج یعنی حاجات طلب کرنے کا دن قرار دیا گیا ہے۔

علاوہ ازیں حضرت شاہ سید محمد نوربخشؒ نے باب اللعان میں جگہ کا تعین کرتے ہوئے فرمایا ہے: مناسب یہ ہے کہ لعان کا معاملہ بابرکت مقامات میں وقوع پذیر ہو جیسے جامع مسجد یا کوئی بابرکت درگاہ مثلاً انبیاء علیہم اسلام اور اولیاء کرام کی درگاہیں۔ یہ اس لیے تاکہ مقام کی عظمت ان کے دلوں کو مرعوب اور خوف زدہ کرے اور جھوٹ اور الزام تراشی سے انہیں روک سکے۔ (الفقہ الاحوط ص ۲۳۶)

نکاتِ دانش

قومی سیرت ایوارڈ یافتہ شاعر علی احمد قمرؔ سے انٹرویو

غلام حسن نوربخش

نوائے صوفیہ: علی احمد قمر صاحب آپ ماشاء اللہ نوائے صوفیہ کے پرانے قاری اور لکھاری ہیں اور آپ کی نعتیں اور نظمیں نوائے صوفیہ میں گزشتہ بیس پچیس سالوں سے چھپ رہی ہیں۔ ہم سب سے پہلے آپ کو آپ کی بلتی نعتوں کے مجموعہ "ستود کھہ" کو قومی سیرت ایوارڈ عطا کیے جانے پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

علی احمد قمر: آپ کا شکریہ۔

ن۔ص: آپ کی شخصیت قارئین نوائے صوفیہ کے لیے محتاج تعارف تو نہیں لیکن اس موقع پر ہم کچھ آپ کے بارے میں کچھ تفصیل جاننا چاہیں گے۔

قمر: میرا تعلق دنیا کے بلند ترین میدانِ جنگ سیاچن کے قدموں میں واقع گاؤں ژھتورو گوما سے ہے۔ میرے والد صاحب اپنے گاؤں کے ترانگپہ تھے۔ نوجوانی میں قیام پاکستان سے قبل تلاشِ معاش کے سلسلے میں بھارت کے پہاڑی قصبے مسوری گئے۔ ہم تین بہن بھائیوں کی پیدائش مسوری کی ہے۔ تقسیم کے بعد پاکستان کے صحت افزا مقام مری میں آ کر آباد ہو گئے جہاں میں نے پرائمری سے لے کر بی۔اے تک تعلیم حاصل کی۔

ن۔ص: شاعری سے دلچسپی کب سے ہے؟ اپنے شعری سفر کے بارے میں کچھ بتائیے۔

قمر: شاعری کی طرف رغبت طالب علمی کے زمانے سے ہی تھی۔ مری کی ادبی محفلوں میں بھرپور شرکت کی، جہاں ملک کے ممتاز شعرا اور ادبا سے ملاقات ہوتی تھی۔ شاعری میں غزل مرغوب صنف ہے۔ مادری زبان بلتی کے علاوہ پنجابی، پوٹھوہاری اور اردو میں شاعری کر رہا ہوں۔ شاعری کا پہلا مجموعہ 'زخمِ گل' کے نام سے ۱۹۷۶ء میں چھپا تھا۔ اس کے بعد چھ مجموعے چھپ چکے ہیں، جن کے نام یہ ہیں: گردِ ملال (۱۹۹۰ء)، لمس (۲۰۰۸ء)، لوح (۲۰۰۹ء) ستود کھہ (بلتی نعتیں) (۲۰۱۰ء)، پچھاوا (پوٹھوہاری غزلیں) (۲۰۱۰ء)۔ دو مجموعے مدحت (اردو نعتیں) اور جہات (پنجابی غزلیں) زیرِ اشاعت ہیں۔

ن۔ص: اپنی پیشہ ورانہ زندگی کے بارے میں کچھ بتائیے۔

قمر: میں بتیس سال تک پاکستان ٹیلی وژن میں پروڈکشن اور نشریات کے شعبے سے منسلک رہا اور کنٹرولر پریزینٹیشن کے عہدے سے ریٹائر ہوا۔ آج کل اسلام آباد میں مستقل رہائش ہے۔ فارغ البال ہوں اور شعر و ادب کی خدمت میں مصروف رہتا ہوں۔

ن۔ص: کیا آپ کبھی بلتستان گئے؟

قمر: جی ہاں۔ ملازمت سے سبکدوشی کے بعد ایک بار اپنے گاؤں گوما گیا اور اپنے آباؤ و اجداد کی مٹی کو چوم آیا۔

ن۔ص: اسلام آباد کی نوربخشی کمیونٹی سے آپ کا کیا ربط ضبط ہے؟

قمر: اسلام آباد میں نوربخشی مسجد کی تعمیر کے وقت میں کوئٹہ میں تھا۔ لیکن قیامِ اسلام آباد کے دوران مسجد سے مسلسل رابطہ رہا ہے۔ میں گزشتہ کئی سال سے مسجد کی انتظامی انجمن کا جوائنٹ سیکرٹری بھی ہوں اور دامے، درمے، سخنے خدمات انجام دے رہا ہوں۔

ن۔ص: 'ستود کھہ' کو قومی سیرت ایوارڈ ملنے پر آپ کے کیا تاثرات ہیں؟

قمر: بلتی زبان میں نعتیہ مجموعہ 'ستود کھہ' کو قومی سیرت ایوارڈ حاصل ہونا میرے لیے بڑے اعزاز کی بات ہے۔ لیکن اصل اعزاز تو مادری

زبان میں نعتِ نبی کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ میں قبلہ علامہ محمد بشیر صاحب کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اپنے قیمتی وقت سے کچھ میرے مسودے کے لیے نکال کر اپنی قیمتی رائے سے نوازا اور میری حوصلہ افزائی کی۔

ن۔ص: کیا آپ نے نثر نگاری کی طرف بھی توجہ دی ہے؟

قمر: میں نے شاعری کو ہی سنجیدگی سے اپنایا اور اسی پر ساری توجہ مرکوز کی۔ البتہ مختلف تقریبات کے لیے مضامین لکھے ہیں۔ دراصل نثر نگاری بہت توجہ اور مسلسل محنت کی متقاضی ہے جب کہ شعر چلتے پھرتے بھی موزوں ہو جاتے ہیں۔

ن۔ص: شاعری میں آپ کا استاد کون ہے؟

قمر: میں نے شاعری میں کسی استاد سے باقاعدہ رجوع نہیں کیا۔ دراصل شاعری کے لیے مسلسل مطالعہ درکار ہوتا ہے اور یہی مطالعہ شاعر کی تدریس اور تہذیب کرتا ہے۔ اگر کسی میں شاعرانہ اپج موجود نہیں تو کوئی بھی استاد اسے شاعر نہیں بنا سکتا۔

ن۔ص: خانگی زندگی کے بارے میں کچھ بتانا پسند کریں گے؟

قمر: ۱۹۸۰ء میں بلتی خاندان سے ہی شادی کی جس سے ایک بیٹا ہے جو اسلام آباد میں ملازمت کرتا ہے لیکن اسے ادب سے دور کا بھی تعلق نہیں۔

ن۔ص: آپ کی کتابوں کی اشاعت کون کرتا ہے؟

قمر: کتابوں کی اشاعت کے سلسلے میں بہت تلخ تجربات سے گزرنا پڑتا ہے۔ سرکاری اشاعتی ادارے فنڈز کی کمی اور بدانتظامی کے سبب اس سلسلے میں قطعی معاون ثابت نہیں ہوتے۔ جب کہ ناشروں کا رویہ کہیں زیادہ تاجرانہ ہے۔ دعویٰ تو ادب کی خدمت کا کرتے ہیں لیکن شاعر اور ادیب ان سے ہمیشہ نالاں رہے ہیں۔ چنانچہ میں نے شاعری کے چھ مجموعے اپنی جیب سے خطیر رقم خرچ کر کے چھپوائے لیکن ملک کے تمام شہروں تک ان کی ترسیل اور تقسیم سب سے زیادہ مشکل کام ہے۔ ہر مجموعے کی اشاعت پر تیس ہزار روپے خرچ کیے ہیں لیکن ان کی قیمت کی وصولی نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس کی ایک وجہ لوگوں میں مطالعے کی عادت کا فقدان ہے۔ انٹرنیٹ اور موبائل نے مطالعے سے بیگانہ کر دیا ہے۔ یہ رویہ انسانی اقدار کی تہذیب کی راہ میں ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے، جس کی طرف توجہ کی بڑی ضرورت ہے۔

ن۔ص: نعت منقبت کی طرف کب سے لگاؤ ہے؟

قمر: نعت و منقبت کی طرف لگاؤ ہمارے مسلک کا بنیادی جزو ہے۔ تصوف میرا اوڑھنا بچھونا تو نہیں لیکن والدین اور بزرگوں کی تربیت نے روحانی تطہیر کی طرف مسلسل راغب کیے رکھا۔ نعت اور سلام میرے تمام مجموعوں کا اہم جزو ہیں۔ ۲۰۰۷ء میں حج بیت اللہ کا شرف حاصل ہوا تو عبادات سے فارغ ہو کر مکہ اور مدینہ کی گلیوں میں دیوانہ وار گھومتا رہا۔ روضہ اور گنبدِ خضریٰ میری نعتوں میں روحانی تقویت کا ذریعہ بنے۔ غار حرا اور احد کے آثار مجھے عہدِ نبویؐ کی شان کے مظاہر دکھائی دیے۔

ن۔ص: دین و مذہب سے لگاؤ کی کیا صورتِ حال ہے؟

قمر: دین سے لگاؤ کا دعویٰ تو نہیں کرتا لیکن خطۂ بلتستان کی روایتی خاندانی تربیت کی طرح میرے والدین نے میری مسلکی تربیت میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور یہی میری زندگی کا اثاثہ بھی ہے۔ ڈاکٹر غازی محمد نعیم صاحب کی اپنے مسلک سے متعلق کتاب 'میر سید محمد نوربخش" اور مسلکِ نوربخشیہ' کے مطالعے سے میرے اعتقاد اور ایمان کو بڑی تقویت ملی۔ انہوں نے اس تصنیف سے دوسرے مسالک کے قارئین کو بھی تصوف سے بڑی آگاہی فراہم کی ہے۔ جب کہ علامہ محمد بشیر صاحب نے دعوات صوفیہ کا اردو ترجمہ لکھ کر آنے والی نسلوں کو دین سے آگاہی کا فیض جاری کیا ہے، جسے ہم تا قیامت ان کا لازوال کارنامہ گردانتے ہیں۔

ن۔ص: نوائے صوفیہ کے بارے میں آپ کے کیا تاثرات ہیں؟

قمر: نوائے صوفیہ دینی خدمت کا ایک اور منارۂ نور ہے، جس کی ضیا پاشی سے ہر عمر کے قاری فیض حاصل کرتے ہیں۔ البتہ اسے مزید بہتری کی اشد ضرورت ہے۔

باقی صفحہ نمبر 04 پر

شخصیات

حاجی محمد علی سرمکی

(گزشتہ سے پیوستہ) احسان علی دانش

حاجی محمد علی صاحب بیش بہا جاگیر، مادی دولت اور ثروت خاندان کی پوری فوج ظفر موج اور بے تحاشہ تعلقات کے باوجود ہر کسی کی کوئی کڑوی بات کو حلوہ جان کر مزے سے نگل لیتے تھے، ساتھ کہا کرتے تھے کہ خدا نے ہمیں مادی دولت کے علاوہ ایک بڑی دولت عطا کی ہے جسے صبر کہتے ہیں۔ حاجی صاحب کی دیگر خوبیوں میں سے ایک ان کی سادگی تھی۔ چالاکی ان کے قریب سے گزری نہیں تھی۔ آج سے کچھ دن قبل سرمک کی ایک تقریب میں ناچیز نے اہل سرمک سے عرض کی، لوگو! سرمک پردو شخصیات کے احسانات ہیں ان میں سے ایک شخصیت حاجی محمد علی کی ہے جبکہ دوسری شخصیت صوفی غلام محمد کی ہے۔ ان دونوں نے اپنے اپنے میدانوں میں سرمک کی تعمیر وترقی کے لیے اپنا اپنا کردار ادا کیا ہے۔ اب یہ دونوں عمر کے اس مقام پر کھڑے ہیں جہاں سے چاروناچار عزرائیل کو سلام علیکم کہنا پڑتا ہے۔ ہم کیوں نہ ان کی خدمات کے اعتراف میں پروگرام کریں اور دونوں شخصیات کی خدمت میں خراج عقیدت پیش کریں۔ میری رائے سے سب راضی ہوئے اور عید کے فوراً بعد تقریب کا فیصلہ ہوا مگر عید سے قبل ہی ہمیں حاجی مرحوم کی موت کا سوگ منانا پڑا۔ خدا صوفی غلام محمد کو عمر خضر عطا کرے۔ صوفی صاحب کی دینداری، مذہبی تاریخ سے واقف، الجھن کو سلجھانے کا گر، ان کی ایسی صلاحیتیں دیکھ کر مرحوم حاجی محمد علی اکثر کہا کرتے تھے، خدا میری عمر سے صوفی صاحب کو عطا کرے۔ جو کام صوفی صاحب کر سکتے ہیں وہ میں نہیں کر سکتا۔ مگر حاجی صاحب کو اندازہ نہیں تھا جو کام وہ خود کر گئے ہیں وہ کوئی دوسرا نہیں کر سکتا تھا۔ سرمک کے سارے محلہ جات کی مساجد بلتستان کی جدید ترین اور خوبصورت ترین مساجد میں شمار ہوتی ہیں۔ محلہ والوں کو مساجد تعمیر کرانے کا شعور بھی حاجی صاحب کی مرہون منت ہے۔ انہوں نے اپنے محلہ گرونسکل کی پرانی مسجد کی تعمیر نو کی اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ مسجد بلتستان کی خوبصورت ترین مسجدوں میں شمار ہونے لگی۔ اس کی دیکھا دیکھی محلہ ژھوژژھر والے میدان میں کود پڑے۔ محلے کے کئی گھروں کو مسمار کرایا اور تین منزلہ مسجد کھڑی کردی۔ ژھوژژھر والوں کو دیکھ کر محلہ ڈوکس والوں کا جذبہ ایمان ٹھاٹھیں مارنے لگا۔ ڈوکس میں حاجی محمد علی مرحوم کی سرکردگی میں مسجد عالی شان بن گئی۔ علی میر والوں نے نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ، راتوں رات مسجد کی تعمیر نو کی۔ ابھی مساجد کی تعمیرات سے فارغ ہوہی گئے تھے خانقاہ معلی سرمک کی تعمیر کا نہ صرف بیڑہ اٹھایا بلکہ پلک جھپکنے میں بیڑا پار بھی لگایا گیا۔ حاجی نے اہل سرمک پر فوجی قانون لاگو کر دیا۔ یوں جدید اور قدیم طرز تعمیر کا یہ شاہکار خانقاہ معلی اب مرجع خلائق ہے۔ بالکل اسی طرح سکردو کی مرکزی جامع مسجد خانقاہ معلی کرسہ تھنگ کی تعمیر نو میں بھی ان کا جداگانہ کردار مثالی رہا۔ شاہ ہمدان کے نام سے منسوب اس عالیشان مسجد سے متصل وضو خانوں اور غسل خانوں کی تعمیر جس انداز سے کی ہے بلتستان میں اس کی مثال ملنا محال ہے۔ مکتب نوربخشیہ کی طالبات کے لیے ہاسٹل تعمیر کر کے ایک گھمبیر مسئلہ کا حل نکالا۔ مسجد کے اردگرد بوسیدہ کمروں کو مسمار کر کے ایک جدید کمپلکس بنانے کا پروجیکٹ شروع کرنے ہی والے تھے کہ حاجی صاحب یہ ارمان دل میں لیے جہاں فانی سے رخصت ہوگئے۔ مگر ان کے بھائی حاجی ثناء اللہ ان تمام منصوبہ جات کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کا مضبوط عزم رکھتے ہیں۔ ہماری دعائیں اور تمام تر تعاون حاجی ثناء اللہ کے نیک عزائم کے ساتھ ہیں۔

❀☆✿☆❀

اسلامیات

اسلامی معاشرے میں عورت کا مقام اور کردار

زہرا بانو تھلوی، واہ کینٹ

انسانی تہذیب و معاشرے کی رہنمائی کے سلسلے میں اسلام نے انسانیت پر جو ان گنت احسانات کیے ہیں ان میں معاشرے میں عورت کے مقام کا واضح تعین بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ دنیا کا کوئی غیر متعصب غیر جانبدار اور انصاف پسند اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ ظہور اسلام سے قبل کوئی بھی تہذیب اس کا دعویٰ نہیں کر سکتی کہ جو حقوق اسلام نے عورت کو دیے ہیں ان کا شمہ برابر بھی اُس تہذیب میں عورت کو حاصل رہے ہوں۔ یہی نہیں بلکہ زمانہ قریب میں کسی ترقی پسندی کا دعویٰ کرنے والے معاشرے میں بھی عورت کو نہایت ذلیل مخلوق اور مرد کی ملکیت سمجھا جاتا تھا اور حد تو یہ ہے کہ دنیا کے بعض خطوں میں عورت کو آج بھی ایسی پست حیثیت حاصل ہے جو اسے انسانیت کے درجے سے گری ہوئی مخلوق ثابت کرتی ہے۔ یونانی تہذیب میں عورت کو مرد کے مقابلے میں نہایت پست حیثیت حاصل رہی ہے۔ ان کے عظیم مفکر سقراط کا قول ہے کہ 'عورت ایک عظیم فتنہ ہے۔' اور افلاطون کا کہنا ہے کہ "سب ذلیل اور ظالم مرد اپنی بد اعمالیوں کی پاداش میں عورت بن جاتے ہیں۔' اسی طرح عیسائیت نے جہاں انسانی معاشرے کو اخلاقی تصورات اور عقائد سے روشناس کرایا وہاں عورت کے بارے میں یوحنا کا قول ہے کہ "عورت امن اور سلامتی کی دشمن ہے۔' اس بات سے واضح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ عیسائیت میں عورت کا کیا مقام ہے۔ اور جس معاشرے میں اور جس تہذیب میں عورت کو یہ مقام دیا جائے وہاں عورت کس طرح ملک و ملت اور مذہب کی ترقی میں اپنا کردار ادا کر سکتی ہے؟ بدھ مت کی ذات کو اگر لیجیے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ بدھ مت اور ہندومت کے لوگ اپنے بے زبان جانوروں پر ظلم و ستم برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن عورت کو وہ اپنے تمام مخلوقات میں پست ترین سمجھتے ہیں اور ان کی بے حرمتی کی جاتی ہے۔ ان کے ساتھ جانوروں سے بھی زیادہ بدتر سلوک کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ہندومت میں عورت کو اپنے شوہر کے انتقال کے بعد زندہ رہنے کا کوئی حق حاصل نہیں تھا اور آج بھی یکے بعد دیگرے ایسی اطلاعات سننے میں آتی رہتی ہیں۔

ان مثالوں کا بنیادی مقصد صرف یہ ظاہر کرنا تھا کہ اسلامی معاشرے اور غیر اسلامی معاشرے میں عورت کا کیا مقام ہے۔ ان سب مثالوں کو جاننے کے بعد نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ اسلام نے جو مقام عورت کو دیا ہے اس کی کسی بھی دوسرے مذہب میں مثال نہیں ملتی۔ اسلام ایک ضابطہ حیات ہے۔ اسلام آیا تو اس دین کی بدولت یہ دنیا جہالت کی تاریکی سے نکل کر علم کی روشنی سے منور ہوئی۔ اسلام کی آمد کے بعد اس نے عورت کو اعلیٰ مقام عطا کیا۔ اس کی عزت و آبرو کی اہمیت پر زور دیا۔ عورت کو جائیداد کا حصہ دار بنایا۔ تعلیم مرد کے ساتھ ساتھ عورت پر بھی فرض کیا۔ اس کے علاوہ ہر قسم کی برائی کو ختم کیا۔ اور اسلام نے عورت کو جو بلند مقام عطا کیا اس کی مثال اس بات سے واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام کہتا ہے 'ماؤں کے قدموں تلے جنت ہے۔' اور حضور نبی اکرم کا فرمان ہے کہ 'جس نے اپنی ماں کے قدموں کو چوما گویا اس نے کعبہ کی دہلیز کو چوما۔'

اسلام نے عورت کی حرمت اور عزت کا خیال رکھتے ہوئے انہیں جہاد سے مستثنیٰ رکھا۔ جائیداد اور حصہ دار بنایا۔ پنجگانہ نماز گھر کے حدود میں ادا کرنے کا حکم فرمایا اور انہیں اذان دینے سے منع فرمایا۔ قرآن میں عورتوں کے لیے کلائیوں تک دونوں ہاتھ، چہرہ اور پیروں کے سوا پورا جسم قابل پردہ قرار دیا۔ گھر میں بچوں کی پرورش اور گھریلو ماحول کو چلانے میں عورت کا بہت بڑا کردار ہوتا ہے۔ معاشرے میں تعلیم یافتہ اور باشعور لوگ انہی ماؤں کی پرورش کا منہ بولتا ثبوت ہوتے

ہیں۔عورت کی صحت، گھر میں سامان ضروریات پہنچانا مرد کے اوپر فرض ہے کہ وہ بغیر کسی تنگی کے ان کی ضروریات پوری کی جائیں۔ غرضیکہ اسلام ایک وسیع النظر ضابطۂ حیات ہے، جس میں چھوٹے سے چھوٹے اور بڑے سے بڑے تمام معاملات احسن طریقے سے بتائے گئے ہیں۔

اسلام نے عورت کو چاہے ماں ہو، بہن ہو، بیوی ہو، یا بیٹی ہو عزت کے قابل بنایا۔ اگر ہم اسلامی تاریخ پر نظر دوڑائیں تو ہمیں عورت کے بلند مقام کے ساتھ ساتھ اسلام کی ترقی میں ان کا بلند کردار نظر آتا ہے۔ حضرت خدیجہ ام المومنین زوجہ رسول وہ پہلی خاتون ہے جنہوں نے عورتوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ اور حضرت محمدؐ کی نبوت پر دل سے ایمان لائیں۔ اور اپنا تمام سامان اسلام کی تبلیغ و ترویج کے لیے صرف کر دیا۔ واقعہ کربلا میں حضرت زینبؑ نے جس صبر وتحمل کا مظاہرہ کیا اور اسلام کو بچانے کے لیے اسلام کی بقا کے لیے جو کردار ادا کیا ہم سب اسلامی بہنوں کے لیے مشعل راہ ہے۔ اسلام نے عورت کو جو مقام عطا کیا اسی کا نتیجہ ہے کہ اسلامی معاشرے میں نڈر، بہادر، تعلیم یافتہ اور اسلام کی ترقی میں کوشاں خواتین کی کمی نظر نہیں آتی۔ اسلام کے عہد زریں میں ہماری تاریخ بہادر، مدبر اور اہل علم وعمل عورتوں کے کارناموں سے بھری پڑی ہے۔

ہمیں شکر ادا کرنا چاہیے کہ ہم ایک مسلم گھرانے پیدا ہوئیں اور پھر الحمد اللہ ثمہ الحمد اللہ مذہب صوفیہ نوربخشیہ کے گھرانے میں پرورش پائی۔ مگر ہم اپنے اسلاف دین کی تعلیم سے کوسوں دور ہیں۔ جدید تعلیم بھی ضروری ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ قرآن، سنت، اور اپنے اسلاف دین کی تعلیمات سے بھی واقف اور آگاہ رہنا ہم سب کے لیے ضروری اور فرض عین ہے۔ تاکہ ہم بھی مذہب حقہ کے لیے ایک باشعور، باکردار اور بہادر مجاہدہ بن کے اس کی خدمت کرسکیں۔ ہمیں چاہیے کہ اس دین کی سربلندی اور بقا کے لیے جتنا ہو سکے اپنا کردار ادا کریں اور دینی تعلیم حاصل کرنے کا شوق اور جذبہ پیدا کریں۔ اسی دین سے محبت کریں اور اسی کی بقا کے لیے دعا گو رہیں۔ پروردگار ہم سب ماؤں، بہنوں، بیٹیوں کو اسلامی تعلیم حاصل کر کے اپنے دین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا کرے اور دین کے مجاہدوں کی سعی وکاوش کو ہمیشہ سدا بہار رکھے۔ آمین!

وجودِ زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ
اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوزِ دروں

❁ ☆ ✿ ☆ ❁

بقیہ: تصوف کی خبریں

تقریب سالگرہ مدرسہ فیض بخش صوفیہ نوربخشیہ براہ بالا خانقاہ گرونگ

گزشتہ دنوں مدرسہ فیض بخش صوفیہ نوربخشیہ براہ بالا خانقاہ گرونگ کی تقریب سالگرہ و یوم ولادت باسعادت امام مہدی و حضرت شاہ سید محمد نوربخش کے سلسلے میں ایک پر وقار تقریب منعقد کی گئی۔ تقریب کے صدر جناب سید مختار علی الموسوی تھے۔ جبکہ مہمان خصوصی کے فرائض مولانا نثار حسین کاشف نے سرانجام دیے۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض غلام مھدی حسرت نے سرانجام دیئے۔ تقریب میں مدرسے کے طالب علموں میں نعت خوانی کے مقابلے ہوئے۔ اس کے بعد غلام حیدر حیدری، محمد حسین براہوی، نور علی نے اس دن کی مناسبت سے اپنے زرین خیالات کا اظہار کیا۔ غلام حیدر حیدری نے کابینہ کا بھی اعلان کیا۔ عابد علی صدر، سکندر علی جنرل سیکریٹری اور محمد اسماعیل جنرل سیکریٹری اور محمد قاسم کو فنانس سیکریٹری مقرر کیا۔ اس موقع پر فنانس سیکرٹری نے بجٹ کا بھی اعلان کیا۔ کل آمدن91055روپے، کل اخراجات47840روپے،کل بچت43215 روپے رہی۔ تقریب کے آخر میں مدرسہ ہذا کے بچوں میں انعامات تقسیم کیے گئے۔ نعتیہ مقابلے میں نسرین وہموا نے پہلی، منصورہ نے دوسری اور جاوید اقبال نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔ اس کے علاوہ مدرسہ کی سب سے پہلی ختم قرآن کرنے والی طالبہ عارفہ بتول دختر بشیر اور ختم قرآن کرنے والی سب سے کم عمر طالبہ طاہرہ بتول دختر محمد بشیر کو خصوصی انعامات سے نوازا گیا۔ جبکہ بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کرنے پر حلیمہ، میمونہ، صدیقہ، رضی الدین اور امان اللہ میں بھی انعامات تقسیم کیے گئے۔

رپورٹر: شعبہ نشرو اشاعت، مدرسہ ہذا۔

باقی صفحہ 27 پر

اخبار تصوف

دنیائے تصوف کی خبریں

غلام محمد شاہین

بلتی نعتیہ مجموعہ ''ستود کھہ'' کے لیے سیرت النبیؐ ایوارڈ

وزارت مذہبی امور حکومت پاکستان نے اردو، بلتی، پنجابی اور پوٹھوہاری زبانوں کے معروف شاعر اور نوائے صوفیہ کے لکھاری جناب علی احمد قمر صاحب کے بلتی نعتیہ مجموعہ 'ستود کھہ' کو سیرت النبیؐ ایوارڈ کا مستحق قرار دیا ہے۔ وزارت ہر سال سیرت النبیؐ کے موضوع پر لکھے گئے مقالات، کتب اور نعتیہ مجموعوں کے مقابلوں کا اہتمام کرتی ہے۔ مقابلے میں اردو کے علاوہ علاقائی زبانوں کی کتابیں بھی شامل کی جاتی ہیں۔ ۵؍فروری ۲۰۱۲ء ایک پروقار تقریب میں وزیر اعظم پاکستان جناب یوسف رضا گیلانی نے ایوارڈ پانے والوں میں انعامات تقسیم کیے۔ علاقہ گلگت بلتستان سے صوفیہ نوربخشیہ کے قمر صاحب پہلے دانشور اور شاعر ہیں جو اس اہم قومی ایوارڈ کے مستحق قرار پائیں ہیں جو جملہ اہل تصوف کے لیے نہایت خوشی اور مسرت کی بات ہے۔ اہالیان گلگت و بلتستان اور انجمن صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد کے عہدیداران نے علی احمد قمر صاحب مبارک باد پیش کی ہے۔ ادارہ نوائے صوفیہ انہیں اس موقع پر خصوصی تہنیت پیش کرتا ہے۔ (ادارہ)

NYF کے زیر اہتمام شاہ سید بلڈ بینک کا قیام

اسلام آباد میں NYF پنجاب ڈویژن کے زیر اہتمام شاہ سید بلڈ بینک کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اس موقع پر سینکڑوں افراد نے نام رجسٹرڈ کرائے اور ساٹھ سے زائد لوگوں نے خون کے عطیہ دیے۔ اس پلیٹ فارم کے قیام کا مقصد مستحق اور ضرورت مند افراد کو بوقت ضرورت خون کی فوری فراہمی کو یقینی بنانا ہے جس کے لیے NYF کے رضا کار ہمہ وقت تیار ہیں۔ رپورٹر: پریس سیکرٹری

طالب علم کا اعزاز

گزشتہ دنوں ایف جی ہائی سکول غورسے میں سالانہ نتائج کے موقع پر رائیشہ ویلفیئر اینڈ ایجوکیشن آرگنائزیشن نے ایک پر وقار تقریب کا انعقاد کیا اور تمام پوزیشن ہولڈرز کو انعامات سے نوازا گیا۔ زرینہ بتول، مہدی علی، عنایت علی، فاطمہ علی موسیٰ، ظہیر عباس، ذاکر حسین اور ذاکر علی شکھن نے اپنی اپنی کلاسوں میں پہلی پوزیشن حاصل کی۔ رپورٹر: محمد باقر دلشاد

طالب علم کا اعزاز

عنبرین زہرا دختر جعفر الرحمٰن مرحوم جنہوں نے 9th کلاس میں پبلک سکول اینڈ کالج سکردو سے 471/525 نمبر حاصل کیے تھے۔ اس سال میٹرک کے امتحان میں 924/1050 نمبر حاصل کر کے سکول میں 3rd پوزیشن حاصل کی۔ میں تہہ دل سے ان کو، ان کے خاندان کو اور سکول اساتذہ کو مبارک باد پیش کرتی ہوں۔ (ممتاز بانو اسلام آباد)

المعروف کرخیؒ لائبریری کا قیام

NYF منظور و محمود آباد یونٹ کراچی کی انتھک محنت اور مذہبی جوش و جذبہ اور کوششوں کے باعث حضرت المعروف کرخیؒ لائبریری اور ریسرچ سنٹر کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اس کی افتتاحی تقریب کے موقع پر کثیر لوگوں نے شرکت کی اور NYF یونٹ کی اس انتھک محنت اور مذہبی جدوجہد کو سراہا گیا۔ تقریب سے علی بھٹو، ڈاکٹر غلام حیدر، منظور حسین اور مولانا نثار حسین نے خطاب کیا۔ مقررین نے نوجوان نسل سے لائبریری جوائن کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے پر زور دیا گیا۔ واضح رہے لائبریری میں مسلک نوربخشیہ کی تقریباً تمام کتابیں، اس کے علاوہ دوسری معلوماتی کتابیں اور کمپیوٹر لیب کی سہولت بھی موجود ہے۔ رپورٹر: محمد اقبال

تقریب دستار بندی

جناب حافظ خادم حسین کچلوی صاحب کی دستار بندی کی تقریب جامعہ ربانیہ ریاض المسلمین ٹوبہ ٹیک سندھ میں منعقد ہوئی۔

آپ نے انتہائی مختصر مدت میں قرآن پاک حفظ کیا۔ آپ الحاج فقیر محمد ابراہیم صاحب کے نواسے ہیں۔ تقریب کے بعد شمع تصوف کے پروانوں نے آپ کو مبارک بادی کا ہار پہنایا۔ (مولانا محمد ابراہیم بلبل)

تقریب دستار بندی

گزشتہ دنوں جناب حافظ محمد صادق صدیقی صاحب کی تقریب دستار بندی جامعہ سلفیہ اسلامیہ فیصل آباد میں منعقد ہوا۔ آپ نے ایک سال کے اندر قرآن پاک حفظ کر کے قوم کا نام روشن کیا۔ آپ کا تعلق ڈوغنی سے ہے اور آپ مدرسہ شاہ ہمدان سکردو کا فارغ التحصیل سٹوڈنٹ بھی ہے۔ اس تقریب میں بلتستان بھر کے لوگوں نے شرکت کی اور آپ کو مبارک بادی کا تحفہ پیش کیا گیا۔ رپورٹر: مولانا شاہد حسین خپلوی

NYF بردس کا قیام

گزشتہ دنوں مولانا محمد یوسف صاحب کی زیر صدارت گاؤں میں امن، محبت، رواداری اور معاشرے کی ترقی و خوشحالی کے لیے NYF کابینہ کا قیام عمل میں لایا جو درج ذیل افراد پر مشتمل ہے: مولانا یوسف سرپرست اعلیٰ، بابو موسیٰ چیئرمین، محمد صادق صدر، سخاوت حسین جنرل سیکرٹری، صوفی احمد جوائنٹ سیکرٹری، محمد یسین رابطہ سیکرٹری، محمد حسین نائب رابطہ سیکرٹری، محمد یوسف فنانس سیکرٹری، حسن نائب فنانس سیکرٹری، احسان علی سیکرٹری اطلاعات۔ (ثناء اللہ خالد)

NYF سینو کا قیام

گزشتہ دنوں مدرسہ معروفیہ سینو میں جناب سید ناصر حسین الموسوی کی قیادت میں NYF سینو کا قیام عمل میں لاتے ہوئے ممبران سے حلف لیا۔ تقریب میں سید مظفر حامدی، آخوند انصار حسین، سید ذاکر حسین اور دوسرے مہمان تشریف تھے۔ اراکین کے نام درج ذیل ہیں۔ سید ہدایت حسین صدر، انجینئر محمد یوسف نائب صدر، غلام رسول خصوصی امور، شجاعت حسین ڈپٹی جنرل سیکرٹری، انصار حسین نشرو اشاعت، محمد اقبال ڈپٹی نشرواشاعت، غلام علی حیدری جنرل سیکرٹری، نصر اللہ رابطہ محمد اکبر ڈپٹی رابطہ اور محمد حسین آفس سیکرٹری منتخب ہوئے۔

رپورٹر: محمد اقبال سینوی

تقریب حلف برداری

گزشتہ دنوں شاہ سید ہاسٹل روالپنڈی میں NYF پنجاب زون کی تقریب حلف برداری منعقد ہوئی۔ جس میں کثیر تعداد میں تصوف کے جوانوں نے شرکت کی۔ تقریب سے سابق صدر دلشاد علی حیدری، مولانا انور تھلوی، صدر محمد خان، مولانا محسن علی ساقی، مولانا محسن علی، محمد حسین براہوی، مہدی علی ربانی، افضل گلزار، ڈاکٹر عبدالعزیز نے خطاب کیا۔ مقررین نے NYF پنجاب زون کی کارکردگی، ترقی اور مضبوط عزم و ارادے کو سراہا۔ نئے منتخب اراکین کے نام درج ذیل ہیں: محمد خان صدر، محمد علی نائب صدر، دلاور حسین جنرل سیکرٹری، ثناء اللہ ڈپٹی جنرل سیکرٹری، محمد عرفان سرموی انفارمیشن سیکرٹری، محمد اسحاق اسسٹنٹ انفارمیشن سیکرٹری، زاہد سکساوی آفس سیکرٹری، محمد نواز اسسٹنٹ آفس سیکرٹری، ریاض شگری فنانس سیکرٹری اور عبد الرحمن ڈپٹی فنانس سیکرٹری۔ رپورٹر: عرفان مہدی سرموی اینڈ زاہد حسین

تقریب حلف برداری

جناب حافظ ذاکر علی ثاقب نے ادبی کونسل شاہ سید ہاسٹل روالپنڈی کے نو منتخب ارکین سے حلف لیا جو کہ درج ذیل ہیں: صدام حسین آبدانی صدر، الطاف گنگی نائب صدر، عبد الرحمن جنرل سیکرٹری، عرفان مہدی سرموی انفارمیشن سیکرٹری، اختر حسین کندوسی پروگرام سیکرٹری، ذاکر حسین فنانس سیکرٹری، مشتاق حسین ایجوکیشن سیکرٹری، سکندر اعظم پرکنی اسسٹنٹ جنرل سیکرٹری اور ندیم دم سی اسسٹنٹ ایجوکیشن سیکرٹری۔ تقریب سے حافظ ذاکر علی، دلشاد حیدری، ڈاکٹر عبد العزیز اور دیگر مقررین نے خطاب کیا۔ رپورٹر: عرفان مہدی سرموی

NYF سلینگ کی تنظیم سازی

NYF سلینگ کا ایک سال مکمل ہونے پر ایک ٹی پارٹی کا انعقاد کیا اور یونٹ کی از سر نو تنظیم سازی کی گئی۔ اس موقع پر کئی نوجوانوں نے اس پلیٹ فارم میں شامل ہو کر دین حقہ کی خدمت کرنے کا عہد کیا۔ رپورٹر: ڈاکٹر ایم نعیم ثاقب

تقریب

جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد میں جشن عید الغدیر جوش و جذبے کے ساتھ منایا گیا۔ محفل میں کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ محفل میں محمد حسین، ابراہیم بیگ، اخوند جعفر، شبیر حسین، اشرف حسین، حوالدار سجاد، دانیال محمود، غلام محمد اور عبداللہ نے منقبت

اور گلہائے عقیدت پیش کیے۔ رپورٹر: محمد الیاس آرزو

اعتکاف نشینی

☆ جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ اڑوا کریس میں مولانا محمد علی عارف صاحب کی زیر نگرانی سالکان خدا اور بزرگان دین نے دس روزہ اعتکاف نشینی کی۔ اعتکاف کے اختتام پر ایک پر رونق اور پر کیف جلسہ کا انعقاد کیا گیا جس میں اہل تصوف کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔

(ذوالفقار علی نوری)

☆ حسب سابق امسال ذاکرین خدا نے موٹی سپنگ خپلو میں چالیس روزہ اعتکاف نشینی کا شرف حاصل کیا۔ اعتکاف کے اختتام پر مسجد ہنڈیلی میں ایک عظیم الشان جلسہ کا انعقاد کیا گیا۔ جس کی صدارت مفتی عبداللہ نے کی اور مہمان خصوصی کی نشست پر مرشد اعظم جناب الحاج فقیر محمد ابراہیم جلوہ افروز تھے۔ مجلس میں کثیر تعداد میں علمائے تصوف نے شرکت کی اور اعتکاف کے فضائل اور برکات پر روشنی ڈالی۔ رپورٹر: عابد نوری غربوچنگ

☆ خانقاہ معلی صوفیہ نوربخشیہ کورو میں دس روزہ اعتکاف نشینی کے اختتام پر ایک پر رونق اور روحانی مجلس کا انعقاد کیا گیا۔ جس کی صدارت مولانا غلام مہدی اور مولانا غلام نبی مہمان خصوصی تھے۔ محفل سے حاضرین نے ذکر و اذکار، نعت خوانی اور اعتکاف کی فضیلت اور اثرات کے بارے میں آگاہی بخشی۔ رپورٹر: محمد شریف نوری الکوروی

اپیل برائے دعا

جناب ماسٹر عبدالرحمن جوان دنوں علالت کی بستر پر ہے۔ وہ شگر گلاب پور محلہ گلشن تصوف مچو کے پیش امام ہیں۔ تمام قارئین اور پیروکاران تصوف سے ان کی جلد صحت یابی کے لیے دعا کی اپیل کی جاتی ہیں۔ رپورٹر: عیسیٰ خان شگری

مجلس محرام الحرام

جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد میں عشرہ محرم الحرام انتہائی عقیدت و محبت سے منایا گیا۔ مجالس میں جناب حافظ ذاکر علی ثاقب نے فلسفہ شہادت امام اعلیٰ مقام کو انتہائی احسن اور دلائل کے ساتھ بیان فرمایا۔ انہوں نے سامعین پر زور دیا کہ اپنے کردار اور چال چلن کو اسوۂ حسینیؑ سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کریں۔

عظیم الشان جلسہ

خانقاہ معلی صوفیہ نوربخشیہ خپلو میں بسلسلۂ یوم ولادت حضرت امام مہدیؑ اور حضرت امام المجتہدین شاہ سید محمد نوربخشؒ ایک عظیم الشان جلسہ کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں بلتستان بھر سے جید علمائے کرام اور مشہور نعت خواں اور عوام نے شرکت کی۔ مقررین نے آخرالزمان کی شان ولادت اور شاہ سید کی شان ولادت اور ان کی زندگی پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ رپورٹر: عابد نوری

جشن معراج النبیؐ

NYF یونیوا بلغار کے زیر اہتمام جشن معراج النبیؐ شایان شان طریقے سے منایا گیا۔ تقریب میں تمام اہل تصوف نے شرکت کی۔ تقریب سے سید صادق، حافظ ذاکر علی، الحاج فقیر ابراہیم، مولانا محسن علی، مولانا شیر علی، اور احسان علی دانش نے خطاب کیا۔ رپورٹر: عابد علی نوری

جشن ولادت امام مہدیؑ

باوواہیلتھ اینڈ ایجوکیشن کے زیر اہتمام آستانہ عالیہ کواس تھنگ پر حضرت امام مہدی علیہ السلام اور غوث المتاخرین حضرت شاہ سید محمد نوربخشؒ کی ولادت کے سلسلے میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کیا گیا۔ جلسہ میں نعت خوانی ہوئی اور علمائے کرام نے تقریریں کیں۔ (عابد نوری)

عظیم الشان جلسہ

انجمن مسجد العارفین صوفیہ نوربخشیہ کشوباغ سکردو کے زیر اہتمام حضرت شاہ سید محمد نوربخشؒ کے یوم ولادت کے سلسلے میں ایک عظیم الشان جلسہ کا انعقاد کیا گیا۔ جلسہ کے صدر محمد اقبال جبکہ احمد نوری مہمان خصوصی تھے۔ محفل میں لوگ نعت خوانی سے لطف اندوز ہوئے۔ مقررین نے آپ کے دور حیات اور تبلیغ اسلام پر روشنی ڈالی۔ (محمد شریف نوری الکوری)

درس و تدریس

گذشتہ دنوں NYF کراچی کے زیر اہتمام کیریئر گائیڈنس کے عنوان سے طلبہ و طالبات کے لیے خصوصی لیکچر اور درس کا پروگرام رکھا گیا۔ جناب عصمت حیدر صاحب نے طلبہ و طالبات کو مختلف یونیورسٹیوں، کالجز اور سکولوں کے ایڈمیشنز، فیس، اسکالرشپ اور دیگر نظامت تعلیمات سے تفصیل سے آگاہ کیا۔ اور انہیں فیوچر ڈگری اور بہتر سکوپ فیلڈ سے بھی آگاہ کیا۔ جناب پروفیسر ذاکر حسین ذاکر نے دینی تعلیم کے حوالے سے لیکچر دیا۔ رپورٹر: اصغر علی

مبارک باد

ہم تمام ممبران سکسا سٹوڈنٹس ویلفیئر آرگنائزیشن کی طرف سے جناب ایڈوکیٹ غلام حیدر کو گلگت بلتستان کا پہلا ڈپٹی اٹارنی جنرل منتخب ہونے پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارک باد پیش ہے اور دعا گو ہیں کہ اللہ انہیں مزید کامیابیاں عطا کرے اور علاقے اور مذہب حقہ کی خدمت کرنے کی توفیق دے۔ آمین! رپورٹر: نشر و اشاعت سیکرٹری

اظہار تعزیت

☆ گزشتہ دنوں جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ G-7/4 اسلام آباد میں غلام علی ححکس کی وفات پر تعزیتی اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس میں سوگواروں سے دلی تعزیت کی گئی۔ رپورٹر: محمد الیاس آرزو

☆ گزشتہ دنوں جناب محمد صادق صدیقی صاحب کے والد کی وفات پر پرتوک ویلفیئر آرگنائزیشن کراچی اور راولپنڈی کی طرف سے افسوس کا اظہار کیا گیا۔ اور سوگواروں سے دلی تعزیت کی گئی۔ خدا مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین! رپورٹر: محمد بشیر لاہوتی

پروقار تقریب

گزشتہ دنوں مکتب تقویت الاسلام صوفیہ نوربخشیہ کرامنگ چلو کے زیر اہتمام ایک پروقار تقریب بسلسلہ ولادت امام زمان مہدیؑ اور سید محمد نوربخش منعقد ہوئی۔ اس تقریب کے اعزازی مہمان جناب قمر علی صاحب، مہمان خصوصی جناب انجینئر غلام عباس صاحب جبکہ جناب ایس ایچ او سجاد حسین صاحب صدر محفل تھے۔ تقریب میں شفقت علی، شجاعت گلزار معلم نے کلام پیش کیا۔ کلام کے بعد بچوں نے بنیادی نوربخشی عقائد پر مبنی نو کلمات اور اماموں کے اسماء گرامی بالترتیب سنائے اس کے بعد طلباء کے دو گروپوں کے مابین امام زمان اور نوربخش کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر کوئز مقابلہ بھی ہوا۔ تقریب سے شفیع مطہری پرنسپل مکتب ہذا، محمد صدیق، قمر علی، غلام عباس انجینئر، سخاوت حسین، کفایت حسین، سجاد حسین ایس ایچ او نے خطاب کیا۔ بچوں کی حوصلہ افزائی کے لیے محمد صدیق نے پانچ سو، قمر علی نے پانچ سو، سخاوت حسین نے ایک ہزار، کفایت حسین نے پانچ سو اور سجاد حسین نے ایک ہزار روپے انعام دیے۔ رپورٹر: پرنسپل مولانا محمد شفیع مطہری

سالانہ پروگریس رپورٹ

مدرسہ شاہ ہمدان صوفیہ نوربخشیہ علی پور اسلام میں سال 2011 کے پروگریس رپورٹ ایک پروقار تقریب کی شکل میں پیش کی گئی۔ تقریب میں سید شہاب الدین، آمنہ انصاری، بابو اسحاق، بابو دولت علی اور دیگر مہمان شریک تھے۔ اس موقع پر طلباء و طالبات اور مدرسہ کے پروگریس رپورٹ پیش کیے گئے۔ فریدہ بتول دختر یحیٰی کی بہترین کارکردگی پر بیسٹ سٹوڈنٹ آف دی ایئر کے ایوارڈ سے نوازا گیا۔ آمنہ انصاری، بابو دولت اور بابو اسحاق نے بہترین کارکردگی دکھانے والے طالب علموں کی حوصلہ افزائی کے لیے انعامات سے نوازے۔ رپورٹر: محمد نواز شریف

عید میلاد النبی کانفرنس

گزشتہ دنوں بلتستان یوتھ فیڈریشن علی پور اسلام آباد کے زیر اہتمام عید میلاد النبی کانفرنس منعقد کی۔ کانفرنس میں حافظ ذاکر علی، بابو دولت علی، چیئرمین یوسف اور ڈاکٹر مہدی کے علاوہ کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ اس موقع پر نوجوانوں نے پرجوش انداز میں گلدستہ عقیدت کے پھول نچھاور کیے۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض محمد یونس سرانجام دے رہے تھے۔ کانفرنس سے حافظ ذاکر علی، بابو دولت علی، چیئرمین یوسف، ڈاکٹر مہدی، ذوالفقار علی، اشرف شریف، افضل تمنا نے خطاب کیے۔ رپورٹر: محمد نواز شریف

شاندار تقریب

گزشتہ دنوں یوچنگ اسلامک سنٹر میں ایک اصلاحی اور تعلیمی جلسہ منعقد ہوا۔ تقریب میں حاجی محمد حسین درویش، مولانا رستم علی، مولانا غلام رسول حقانی تشریف فرما تھے۔ تقریب کا مقصد خواتین میں دینی اور مذہبی تعلیم اجاگر کرنا اور فقہ مسائل سے روشناس کرنا تھا۔ تقریب کی سٹیج سیکرٹری شبانہ فیضی کر رہے تھے۔ راضیہ سرور نے تلاوت سے تقریب کا آغاز کیا۔ شازیہ، عارف، راضیہ، زرینہ اور روقیہ مہدی نے گلہائے عقیدت پیش کیے۔ تقریب سے روقیہ انور، سعیدہ ابراہیم، سلمیٰ علی، مولانا رستم علی، مولانا حقانی اور حاجی درویش نے خطاب کیے۔ آخر میں صدر اسلامک سینٹر صائمہ رحمانی نے تمام شرکاء کا خصوصاً خواتین کا شکریہ ادا کیا اور دعائیہ کلمات کے ساتھ اختتام ہوا۔

رپورٹر: شبانہ فیضی اینڈ آمنہ خان

عظیم الشان جلسہ

گزشتہ دنوں NYF سینو یونٹ کی زیر اہتمام حضرت محمدؐ کے یوم ولادت کے موقع پر ایک پروقار جلسہ منعقد ہوا۔ تقریب کی

باقی صفحہ نمبر 35 پر

نامہ سالک

قارئین کے خطوط

غلام محمد شاہین

❁ بار بار یادداشت موصول ہوا کہ میری میعاد چندہ ختم ہو چکی ہے۔ مگر میں نے قبل از وقت مورخہ ۱۳ مئی ۲۰۱۱ کو مبلغ ایک ہزار روپے بمعہ کمیشن ایک ہزار پچاس روپے تحت رسید ۸۱۰ رقم چندہ ارسال کر دی ہے۔ رسید اب بھی میرے پاس موجود ہے۔ جناب والا وصول شدگان میں شامل کر کے مجھے ترسیل جاری رکھیں۔ شکریہ!

(محمد بشیر ریٹائرڈ DSP کورو محلہ ستو)

❁ شمارہ ۱۰۸ کی پانچ کاپی کا ہدیہ ۱۷۵ روپے منی آڈر کے ذریعے بھیج دیا ہے۔ (اویس قرنی کوروی، کورونگی کراچی)

❁ میں نے چندہ ۳۰۰ روپے غلام مہدی نمائندہ سکردو کو مارچ میں ایک چٹھی میں حوالہ کیا تھا۔ یقین کے ساتھ میں کہتا ہوں کہ شمارہ نمبر ۱۰۸ ص ۲۰ نمبر شمار ۳ جس پر حاجی محمد شاحد مستقل خریدار کا سالانہ چندہ ۳۰۰ وصول لکھا ہے یہی میرا نام ہے جو غلطی سے حاجی محمد شاہد آیا ہے ورنہ میرا اصل نام حاجی محمد حسین شاہد ہے۔ میں ہمیشہ وقت سے پہلے ایڈوانس جمع کرتا ہوں لہذا برائے مہربانی نظر ثانی کرتے ہوئے مجھے مطمئن کریں اور ترسیل جاری رکھیں۔ شکریہ! مشہ بروم پبلک سکول ہوشے کے سٹوڈنٹس نے عیدی سے جمع کی ہوئی رقم ۴۰۰ روپے رسالے کے لیے منی آرڈر ارسال کی ہے۔ قبول فرمائیں۔

(حاجی محمد حسین شاہد، ہوشے)

❁ رسالہ کا پرانا اور خاموش قاری ہوں۔ نوربخشی نوجوانوں کو معلومات کے لیے حضرت شاہ ہمدان علیہ الرحمہ کی ذخیرۃ الملوک پڑھنی چاہیے۔ نئے قاری کی حیثیت سے حوصلہ افزائی فرمائیں۔ شکریہ!

(سالار حسن گلشن اقبال کراچی)

❁ قبلہ علامہ صاحب اور تمام اراکین نوائے صوفیہ کو سلام۔ میں بھی مستقل خریدار بننا چاہتا ہوں لہذا مجھے بھی اس پتہ پر رسالہ بھیجیں۔ (محمد جاوید E135 گلی نمبر ۴ پیر کالونی والٹین کینٹ لاہور)

❁ میں نوائے صوفیہ کا دیرینہ مستقل قاری ہوں۔ رسالہ نہ صرف علم نوربخشیہ بلکہ تمام محبان اسلام کے لیے ہدایت کا سرچشمہ ہے اور نوجوانوں میں مذہبی عقیدت بڑھاتا ہے۔

(مظاہر حسین سینوی، کراچی یونیورسٹی)

❁ حقیر نے پہلے بھی خط کے ذریعے رسالے کے لیے سو روپے کا عطیہ بھیجا تھا ملا ہوگا۔ اس خط کو شائع فرما کر مزید خدمت کا موقع بخشیں۔ شکریہ!

(خوشحال احمد اینڈ منور علی کوروی)

باقی صفحہ 8 پر

❁ ☆ ❁ ☆ ❁

وصولیات قارئین اور نمائندوں سے:

محمد یوسف تبسم تھلے	500/-	بوا عبداللہ چنڈی بذریعہ ڈاکٹر عزیز	1000/-
حاجی غلام محمد نیلو ملدو مر	500/-	شاہ سید ہاشل بذریعہ ڈاکٹر عزیز	2700/-
صوفی محمد ابراہیم نیلو بذریعہ حسنو	300/-	اویس قرنی کراچی بذریعہ خط	100/-
محمد حنیف نیلو بذریعہ حسنو	300/-	اسلام آباد مسجد سے	1680/-
ڈاکٹر محمد اسحاق غورسے بذریعہ حسنو	200/-	محمد الیاس سرینگی	2500/-
سجاد حسین اگھوا نیلو بذریعہ حسنو	300/-	ماسٹر علی غوری	700/-
محمد اشرف عاصی کھرکوی بذریعہ خط	500/-	غلام نبی نیلو گرونگ	500/-
حاجی موسیٰ علی برروس بلغار	420/-	سکردو سے پرانہ رسالہ ارسال بذریعہ اسماعیل	1000/-
اویس قرنی بذریعہ خط	200/-	علی حسین نائیک کلرک	1000/-
آغا سید مظفر علی حیدری سینو	450/-	الیاس بٹ نیلو اکاؤنٹ میں جمع ہوا	14000/-
آغا سید ناصر علی سینو	450/-	محمد صادق برروس بلغار	600/-
محمد یعقوب صدیقی سینو	450/-	ہدایت علی انصاری برروس تھلے	300/-
موسیٰ علی ترنا سینو	450/-	بشارت علی ذوفی حیدرآباد، عطیہ	100/-
حاجی محمد شبیر حسین سینو	450/-	واہ کینٹ بذریعہ تصوفی	510/-
الحاج ڈاکٹر محمد یوسف صوفی سینو	450/-	ماسٹر غلام عباس سینو	450/-
اعظم چکری روڈ بذریعہ ڈاکٹر عزیز	500/-		

❁ ☆ ❁ ☆ ❁

THE MONTHLY
NAWA-I-SUFIA INTERNATIONAL
ISLAMABAD
REG. NO. B/I-D-97



روضہ مبارک حضرت میر سید محمد نور بخشؒ، سولغان، ایران